THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Tuesday the June 11, 2024
(339th Session)
Volume IV, No.03
(Nos.   )

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume IV	SP.IV (03)/2024
No.02	15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Fateha 1
3. Questions and answers 2
4. Leave of Absence 22
5. Point of Order raised by Senator Syed Ali Zafar regarding formation of Standing Committees of the Senate 23
   - Senator Syed Shibli Faraz (Leader of the Opposition) 28
   - Senator Sherry Rehman 31
   - Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law 35
   - Senator Syed Ali Zafar 39
   - Senator Irfan -ul-Haque Siddique 41
6. Calling Attention Notice raised by Senator Saifullah Abro regarding the expected installation of three new power plants (2100 MEGAWATTS) with a loan amounting to USD 4.5 Billion 41
   - Sardar Awais Ahmed Khan Leghari, Minister for Power 47
7. Motion under Rule 263 for dispensation of Rules 51
8. Consideration and Passage of the Pakistan Broadcasting Corporation (Amendment) Bill, 2024 51
9. Consideration and Passage of the [The Pakistan National Shipping Corporation (Amendment) Bill, 2024] 56
10. Consideration and Passage of the [The Pakistan Postal Services Management Board (Amendment) Bill, 2024] 58
11. Consideration and Passage of the National Highway Authority (Amendment) Bill, 2024 59
12. Laying of the Elections (Amendment) Ordinance, 2024 (Ordinance No 5 of 2024) 60
13. Laying of the National Accountability (Amendment) Ordinance, 2024 (Ordinance No 6 of 2024) 60
14. Point of Public Importance raised by Senator Khalil Tahir regarding incident of violence against minorities in the name of blasphemy 63
15. Points of Public Importance raised by Senator Aon Abbas regardin; a) issuance of Production Order for Senator Ijaz Ahmed Chaudhary; and b) continuous persecution of PTI Leaders and workers in the country 66
16. Points of Public Importance raised by Senator Aimal Wali Khan regarding (a) the protest/sit-in by the local traders at Chaman Border; and (b) the spreading of blasphemous content on social media by a fake account, defaming Pakhtuns 71
   - Senator Syed Shibli Faraz 78
   - Senator Atta Ur Rehman 79

17. Point of public importance raised by Senator Sajid Mir regarding incidents of terrorism against ulamas and mosques in Khyber Pakhtunkhwa 81
18. Point of public importance raised by Senator Muhammad Tallal Badar regarding alleged corruption in wheat buying by the KP Government .82

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES
Tuesday, the June 11, 2024

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at four minutes past five in the evening with Mr. Chairman (Syed Yousaf Raza Gilani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ
لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ﴿۹﴾ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۰﴾ وَ
يَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿۱۱﴾

ترجمہ: یہ قرآن وہ رستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے اجر عظیم ہے۔ اور یہ بھی بتاتا ہے کہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے لئے ہم نے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور انسان جس طرح (جلدی سے) بھلائی مانگتا ہے اسی طرح برائی مانگتا ہے اور انسان جلد باز (پیدا ہوا) ہے۔

(سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ: آیات ۹ تا ۱۱)

جناب چیئرمین: سینیٹر ساجد میر صاحب! آپ دعا کرائیں۔

Fateha

(اس موقع پر ایوان میں فاتحہ خوانی کرائی گئی)

جناب چیئرمین: اب Question Hour شروع کرتے ہیں۔

Questions and answers

Mr. Chairman: Senator Kamran Murtaza has requested that his question may be deferred. It is deferred. Next Question No.2 is in the name of Senator Mohsin Aziz.

سینیٹر محسن عزیز: جناب! میری اس میں ایک observation ہے اور ایک سوال ہے۔Observation یہ ہے کہ جواب کون دے گا جی؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر ہیں۔

سینیٹر محسن عزیز: بیٹھے ہیں؟ رانا تنویر صاحب جواب دیں گے؟ کون جواب دے گا؟ جناب کوئی بھی جواب دینے کے لیے تیار نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: محسن عزیز صاحب، ابھی اعظم نذیر تارڑ صاحب کی requestآئی ہے کہ اگر اس کو تھوڑی دیر کے بعد لے لیں،

I am just coming.

سینیٹر محسن عزیز: ٹھیک ہے جناب۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر محسن عزیز صاحب، اگلا سوال آپ کا ہے۔ رانا صاحب آپ اس کا جواب دیں گے؟

جناب رانا تنویر حسین (وفاقی وزیر برائے صنعت و پیداوار): جی جناب۔

جناب چیئرمین: جی وہ جواب دیں گے۔

*Question No. 3 Senator Mohsin Aziz: *Will the Minister for Industries and Production be pleased to state:*

- *(a) the accumulated losses of Pakistan Steel Mills (PSM) at present; and*
- *(b) the number of persons employed in (PSM) at present?*

Rana Tanveer Hussain: (a) PSM is halted since June 2015. The Corporation operated at zero production capacity during 2022-23 due to which fixed cost cannot be absorbed. During the F.Y 2022-23, PSM again faced

losses of Rs. 25,45 million. The accumulated losses up to the year ended June 30, 2023 stands at Rs. 224,631 million.

However, the accumulated losses for the last two financial years are as under:

DESCRIPTION	2023	2022
	Audited	Audited
REVENUE	(Amount in Million Rs.)	
Sales (Net)	27,709	3,999
Other Operating Income	2,940	31,491
Total Income	**5,649**	**35,490**
Operational Expenditures		
Cost of Sale	8,969	10,057
Distribution Cost	47	46
Administration Expenses	4,318	4,156
Other Operating Expenses.	2,204	1,475
Total Operating Expenditure	**15,538**	**15,734**
Gross Profit/Loss)	(6,260)	(6,058)
Finance Cost	17,569	14,681
TOTAL EXPENSES	33,107	30,415
Share of Profit from Associates	-	9
Profit/(Loss) before taxation	(27,458)	5,084
Taxation	2,003	2,065
Profit/(Loss) after taxation	**(25,455)**	**7,149**
Accumulated Losses	**(224,631)**	**(206,068)**

The Above figures have been taken from the latest audited accounts for the FY 2022-23.

(b) Presently, 3019 employees are working at PSM detail its Annex-A.

<u>Annex-A</u>

Description	Regular	Contract	Daily Wage	Total
Officers	167 PSM = 60 Edu/ Medical= 107	40	28	235
Workers	2133	112	539	2784
Grand Total	2300	152	567	3019

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر محسن عزیز: جناب چیئرمین! اسٹیل ملز سے متعلق میرے سوال کا جواب تو آ گیا ہے۔ میرا اس میں سوال یہ ہے کہ ہم بھی چھوٹا موٹا کارخانہ چلاتے ہیں، ایک کارخانہ جو پچھلے دس سالوں سے بند ہے اس میں یہ جو آج کی labour ہے، میرے point of view سے جو میں نے سوال کیا تھا اس کا جواب تو نہیں آیا کہ اس وقت وہاں پر کتنے employees ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ اس وقت 3019 employees ہیں جو کہ اس سے پہلے پانچ ہزار کے قریب تھے۔ یہ employees جو آج بھی موجود ہیں یہ وہاں کیا کر رہے ہیں اور senior or managerial staff کتنا ہے اور ان کا ایک بند کارخانے میں کیا کام ہے؟ ہم نے یہ بھی سنا تھا کہ اس کارخانے میں اتنا سٹاف ہونے کے باوجود بھی وہاں بہت بڑی چوری ہوئی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو تین ہزار آدمی ہیں ان کو اگر کراچی میں درخت لگانے پر لگا دیا جائے تو میرے خیال میں پانچ سالوں میں کراچی نتھیا گلی بن جائے گا۔ یہ تین ہزار آدمیوں سے کیا کام لیتے ہیں اور بات یہ ہے کہ اگر یہ loss making concern ہے تو آپ اسے زور سے loss making قرار دے رہے ہیں کہ when you are keeping more than three thousand people including the senior officials, then the loss will naturally incur. آپ تقریباً 12 کروڑ روپے ماہانہ salaries دے رہے ہیں for not working.

جناب چیئرمین: آپ سوال کریں۔

سینیٹر محسن عزیز: جناب سوال یہ ہے کہ they are paying something like 12 crore rupees for a month to the people who are not working, so why are they keeping them? Why can’t they give them a golden handshake and why can’t they be used in some other productive purpose?

Mr. Chairman: Yes, Minister for Industries.

جناب رانا تنویر حسین: شکریہ، جناب چیئرمین۔ انہوں نے تقریر کے بعد جو سوال کیا ہے وہ درست بھی ہے اور بالکل ٹھیک بات ہے کہ یہ لوگ ادھر ہیں جو پانچ ہزار سے تین ہزار رہ گئے ہیں لیکن بہت سی وجوہات کی بنا پر وہاں ہیں اور فارغ بیٹھے ہوئے ہیں اس میں کوئی شک نہیں اور سٹیل ملز کافی

عرصے سے بند ہے۔ اس جواب میں time بھی لکھا ہوا ہے۔ ویسے تو ان کے سوالات کا جواب دے دیا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ میرے سوال کا جواب نہیں آیا ہے۔ باقی انہوں نے جو سوال کیا ہے، سٹیل ملز آج سے بند نہیں ہے، یہ مختلف حکومتوں کے دوران بند رہی ہے۔ پچھلے پانچ سالوں میں بھی ایک حکومت رہی تھی جس میں سٹیل ملز کا اسی طرح کا status and position تھی۔

بہر حال ابھی موجودہ حکومت نے اسے viable بنانے کے لیے اسے privatization میں لے کر گئے تھے لیکن privatization نے اسے ختم کر دیا کہ اس کی privatization نہیں ہو گی کیونکہ وہ ہو نہیں پا رہی ہے۔ ابھی اس کے لیے جو way forward ہے وہ یہی ہے کہ سٹیل ملز کی 19 ہزار ایکڑ کے قریب زمین ہے جس میں کوئی 550 ایکڑ پر سٹیل ملز کا plant ہے۔ اس زمین کا جو use finalize کیا ہے اس پر Special Economic Zones بن رہے ہیں۔ چونکہ یہ businessman ہیں تو انہیں پتا ہی ہو گا کہ ان میں سے کچھ functional ہیں اور develop ہو گئے ہیں، وہاں فیکٹریاں لگ گئی ہیں اور چل رہی ہیں۔ کچھ پر process ہو رہا ہے اور development کا کام ہو رہا ہے، infrastructure بن رہا ہے۔ ابھی latest 1500 Acre زمین ہم نے لی ہے اس پر Export Processing Zone بنا رہے ہیں جس میں بہت سے ممالک interested ہیں کہ یہاں پر وہ اپنی فیکٹریاں لگائیں اور خصوصی طور پر China اپنی industry relocate کرنا چاہتا ہے اور اپنی export یہاں سے کرنا چاہتا ہے۔ وہاں باقی کچھ زمین ہے جو unfortunately Arabian Club کے نام پر 200 ایکڑ ہے جسے reassume کر رہے ہیں۔ اگر کوئی باقی زمین بچ گئی ہے اور 750 ایکڑ زمین ہم نے چھوڑی ہے، 550 ایکڑ plant کی زمین اور 200 ایکڑ کے قریب زمین اس کے ساتھ ہے۔ سندھ حکومت اس plant کو یا تو revive کرے گی یا وہاں پر Steel Mills کا نیا plant لگائے گی۔ سٹیل ملز کو دوبارہ چلانے کے لیے یہ ایک پروگرام بنا ہے۔ 19 ہزار ایکڑ میں سے باقی جو زمین ہے اس میں سے کچھ پر encroachment ہے، کچھ پر Housing and Labour Colonies ہیں لیکن جو encroachments ہیں اسے reassume کر رہے ہیں جس پر یہ industrial activity آئے گی۔ یہ بہت بڑا پروگرام بنا ہے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ بہت سے مسائل ختم ہو

جائیں گے جیسا کہ یہ بات کر رہے ہیں کہ ان ملازمین کو کیوں پیسے دے رہے ہیں اور کیا ہو رہا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اتنے سالوں سے اسے ہر سال ہم bailout package دیتے ہیں۔ Bailout package سے مراد کہ وہاں پر salaries ہیں، گیس کا بل ہے جو کہ سٹیل ملز کے بند ہونے کے باوجود دے رہے ہیں۔ میرے خیال میں اس کی نیلامی 2001 میں ہو گئی تھی لیکن جو deal ہوئی تھی اسے سپریم کورٹ نے ختم کر دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ تب سے لے کر اب تک بہت بڑا نقصان ہوا ہے، اس حکومت نے جو فیصلہ کیا وہ نہیں کرنا چاہیے تھا ورنہ آج تک اس میں جو hundreds of billions rupees گئے ہیں وہ نہ جاتے۔ ابھی یہ تسلی رکھیں کہ موجودہ حکومت اس پر focused ہے، کام ہو رہا ہے اور ان شاء اللہ اسے useful طریقے سے آگے لے کر چلیں گے اور آنے والے دنوں میں سٹیل ملز والے مسائل حل ہو جائیں گے۔

جناب چیئرمین: آپ اسی پر سوال کرنا چاہتے ہیں یا کوئی اور issue ہے؟

سینیٹر علی ظفر: Question answer تو ختم ہو گیا ہے جناب۔

جناب چیئرمین: ایک یا دو questions ہیں۔ تارڑ صاحب، you were not here, آپ کا ایک سوال ہے جو ہم نے رکھا ہوا ہے۔ محسن عزیز صاحب، آپ کا سوال۔ جی تاج حیدر صاحب؟

سینیٹر تاج حیدر: جناب میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب چیئرمین: جی۔ آپ نے سوچنے میں بہت وقت لگایا ہے۔

سینیٹر تاج حیدر: جناب عالی! کراچی سٹیل ملز کے ساتھ ہی اصفہان میں ایک سٹیل مل لگی تھی، دونوں کے ایک ہی supplier تھے اور ایک ہی capacity تھی۔ کراچی سٹیل ملز کی capacity 1.1 million tons per year ہے جو کہ برسوں سے استعمال نہیں ہو رہی ہے۔ اصفہان کی سٹیل مل اسی ٹیکنالوجی پر اور اسی supplier کی مل ہے جو اس وقت 30 million tons per year سٹیل بنا رہی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ حکومت سندھ کی طرف سے offer دی گئی تھی کہ اس کو مزید تباہی سے بچانے کے لیے حکومت سندھ اسے چلائے گی۔ پھر اس offer کو یوم مئی کو محترم چیئرمین بلاول بھٹو نے repeat کیا اور کہا کہ سٹیل ملز سندھ کو دی

جائے تاکہ ہم اسے تباہ ہونے سے بچالیں۔ کیا حکومت اس proposal پر غور کر رہی ہے یا حکومت اسے write off کر رہی ہے؟

جناب چیئرمین: جی. Minister for Industries

جناب رانا تنویر حسین: جناب میرا خیال ہے کہ میں نے ابھی یہ بات کی ہے کہ Caretaker Government میں ایک کمیٹی بنی تھی headed by Minister for Industries اس کمیٹی کے ممبر چیف منسٹر سندھ تھے اور ہیں اور ہمارے Minister for Investment ہیں۔ ابھی اس کمیٹی کی دو meetings ہوئی ہیں اور چیف منسٹر سندھ کے ساتھ مل کر ہم سارا سلسلہ چلا رہے ہیں۔ میں نے جو بات کی ہے کہ plant کا ایریا 550 ایکڑ چھوڑا تھا لیکن چیف منسٹر سندھ نے کہا کہ ہمیں اس میں دو سو ایکڑ اور ملا دیں۔ ہماری حکومت سندھ کے ساتھ understanding or arrangement ہو گئی ہے۔ یہ Steel Mill ان کو مل گئی ہے وہ ہی اس کو revive کریں گے، چاہے اس کو revive کریں یا نئی mill لگا لیں۔ یہ دو options ان کے پاس ہیں جو انہوں نے خود propose کیے ہیں یا نئی steel mills لگائیں گے یا یہی plant اگر revive ہو سکتا ہوا کیونکہ وہ almost scrap ہو گیا ہے۔ اس کو revive کرنے کی کوشش کریں گے نہیں تو نئی mill لگا کر اس کو چلائیں گے اور 700 acre پر چلائیں گے۔ وزیر اعظم کے China کے visit سے پہلے Cabinet نے Cabinet meeting کے ذریعے پچھلے دنوں باقی زمین کا mutation ہو گیا ہے industrial purpose کے لیے۔ Steel Mills سے لے کر industrial purpose کے لیے جو آپ نے propose کیا تھا۔ وہ اس meeting میں اپنے Consent سے ان کے ساتھ موجود تھے اور انہوں نے Sindh Cabinet کی Cabinet meeting میں ان کی ہمارے ساتھ جو terms and conditions decide ہوئی تھیں ان کو انہوں نے وہاں سے approve کروالیا ہے اور اس بات کو دس دن ہو گئے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں Sindh government, Chief Minister Sindh اور حکومت کے تمام لوگ اس سارے process and program میں on board ہیں۔ میرے خیال سے یہ program بہت اچھے طریقے سے چل رہا ہے آنے والے دنوں میں ان

شاء اللہ آپ دیکھیں گے چیزیں بہتر ہوں گی جو ان کی بات ہے کہ steel mills کی offer انہوں نے دی تھی وہ almost نہیں بلکہ سمجھیں کہ یہ ہو چکا ہے۔ Steel mills ان کے ہی پاس ہے وہ ہی چلائیں گے جو یہ بتا رہے ہیں۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: There are only three supplementary questions. One question is left. You have already asked three questions. Senator Mohsin Aziz.

*Question No. 2 Senator Mohsin Aziz: *Will the Minister for Commerce be pleased to state:*

(a) the volume of exports of the country since 2017-18 with year wise break up; and

(b) whether it is a fact that there is stagnation in the country's exports, if so, the reasons thereof indicating also the steps being taken by the Government to increase the exports?

Mr. Jam Kamal Khan: (a) Year wise Export of the country since 2017-2018 are as follow:

Pakistan- USD Million		
Years	Exports	% Change
2017-18	23,212	
2018-19	22,958	-1.09%
2019-20	21,394	-6.81%
2020-21	25,304	18.28%
2021-22	31,782	25.60%
2022-23	27,724	-12.77%
CAGR (Compound Annual Growth Rate) 2017-18 to 2022-23	3.0%	

Source: PBS

(b) The growth of Pakistan's exports as shown in above table, declined in 2018-19 and 2019-20 as

compared to the previous year. However, exports recovered strongly in 2020-21 and 2021-22 but shrunk again in 2022-23. According to reported figures up to 31 May 2024, exports in current financial year (2023-24) stand at $28 billion, approx. The Compound Annual Growth Rate **(CAGR)** for 2017-18 to 2022-23 is positive at **3.0%.** Although the export growth rate during this period was not ideal, it cannot be considered as stagnant.

The growth rate of Pakistan's Exports picked up in 2020-21 and continued to increase in year 2021-22, and declined in 2022-23. The Compound Average Growth Rate of the recent three years is **6.7%.** The recent three years exports are overall been positive and the similar trend has been going on in the current fiscal year. It is worth mentioning that Pakistan's Exports crossed USD 25 Billion for the first time in 2020-21. A detailed graph showing Pakistan's 10-year export trajectory is also attached.

Reasons of Slow Growth of Pakistan's Exports in Previous Years:

There are various reasons for the slow growth of exports, some of which are listed below:

i. Liquidity issues faced by industry (stuck up refund and in-adequate allocation of financing schemes).
ii. Un-reliable and high cost of energy provision to industry.
iii. Global demand contraction in Pakistan's exports destination.
iv. High cost of financing due to high interest rate.

v. Inflationary pressure.
vi. Import rationing.
vii. Non-availability of banking channels in certain destinations.
viii. Global lockdown due to COVID.

Steps Taken to Address the Issues:

Ministry of Commerce is actively pursuing the resolution of the above-mentioned challenges with the relevant ministries and stakeholders. An Export Facilitation Committee (EFC) has been notified on the directives of the Prime Minister to immediately resolve the issues of the exporters for which two meetings have already being convened. The National Export Development Board (NEDB) has also been re-notified which will be chaired by the PM to steer a strategy on export enhancement.

Recent Achievements:

The Ministry of Commerce is also taking measures to promote and enhance market access for Pakistan's exports worldwide. Some of the recent developments are as follows:

- Preferential Trade Agreements (PTA) with Turkiye & Uzbekistan.
- Transit trade agreements with Uzbekistan & Tajikistan.
- Four-country exhibition held under the look Africa policy in Kenya, South Africa Nigeria & Egypt.
- New international exhibition held by Trade Development Authority of Pakistan (TDAP) in

Pakistan (Engineering, Health care issues, food Ag. and expo for trade promotion.

- Certification for improved market access in China.

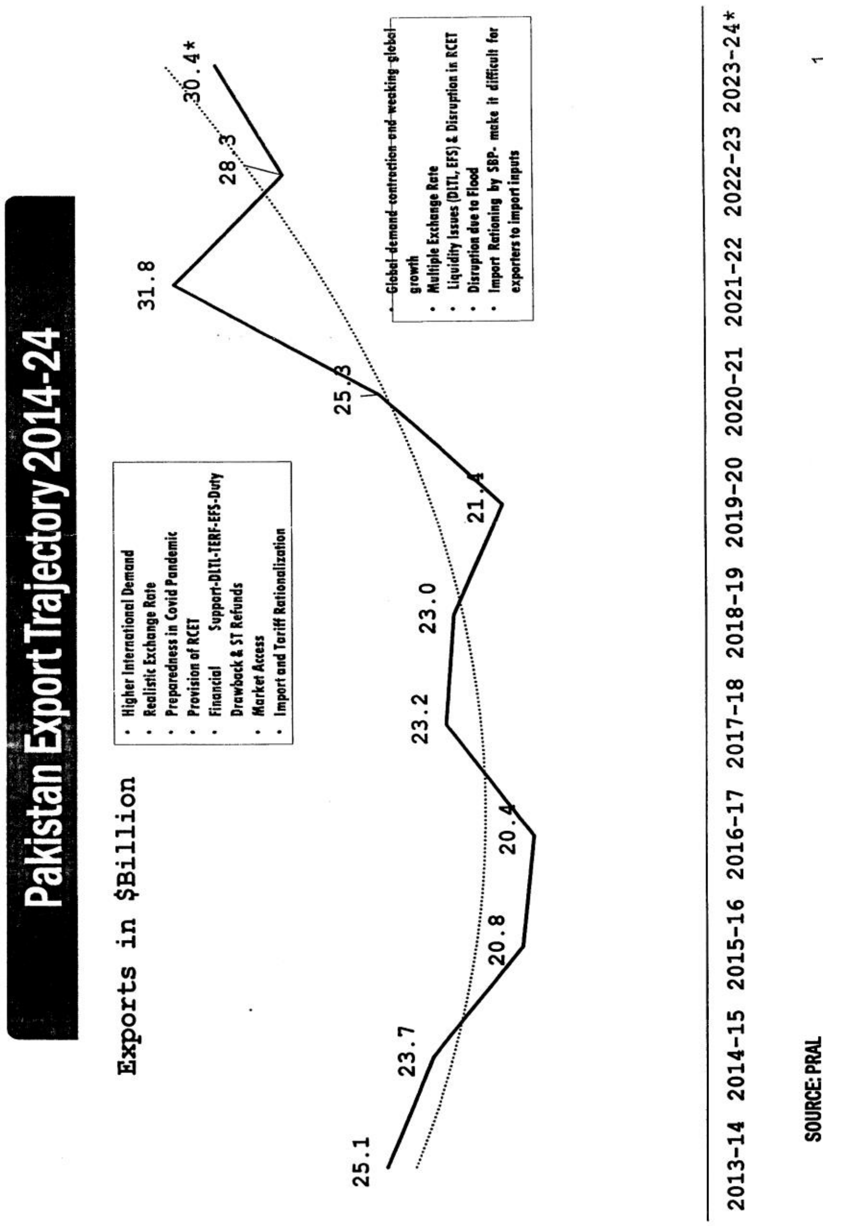

Mr. Chairman: The answer is taken as read. Is there any supplementary?

سینیٹر محسن عزیز: جناب چیئرمین! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2017-18, 2018-19, 2019-20, 2020-21 and 2021-2022 کی آپ figure دیکھیں ایک

حکومت تھی 2017-18 میں بہت ہی intelligent, capable اور لائق حکومت تھی تو وہ exports کو 23 billion تک لے کر گئے تھے۔ اس کے بعد ایک so called نالائق حکومت آئی اور رexports کو پہلے اور پھر اس کے بعد 31 billion پر لے کر گئی۔

31 billion is the record exports of this country which was under taken by a so called "Nalayak" government.

میں سوال کرنا چاہ رہا ہوں کہ اب دوبارہ export کم ہو رہی ہے تو کم از کم increase تو چھوڑ دیں لیکن 31.7 billion کو touch کرنے کے لیے آپ کیا اقدامات کر رہے ہیں؟ ہونا تو ایسے چاہیے تھا کہ 31.7 billion should have been your benchmark اور ہم آج کم از کم 40 billion پر کھڑے ہوتے۔ مجھے تو وہ export اس لیے نظر نہیں آ رہی۔

Mr. Chairman: This is your question, ask a question.

سینیٹر محسن عزیز: جناب چیئرمین! Industries بند ہو گئی ہیں اور میرا سوال پھر یہی ہے۔

جناب چیئرمین: یہ تقریر ہے سوال نہیں۔

سینیٹر محسن عزیز: میرا سوال یہی ہے کہ کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں جن کی وجہ سے بند industries چل پڑیں اور اس ملک کی export figures میں نہیں تو at least in realistic 40 billion cross کر جائے۔ شکریہ۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: ہماری معیشت کی بلاشبہ جو سب سے ضروری چیز ہے وہ ہماری exports کا increase ہونا ہے کیونکہ ہم دو طرح سے foreign exchange earn کر رہے ہیں۔ اس کے sources ہیں mainly exports and foreign remittances جو ہمارے overseas پاکستانی بھائی بہن ہمیں بھیجتے ہیں۔ تیسرا source جو ہو سکتا ہے وہ direct foreign investment ہے اس میں ہم پچھلے کئی سالوں سے خاطر خواہ اضافہ نہیں کر سکے اب اس کے لیے کافی اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں۔ اس کے لیے قانون سازی

بھی کی گئی اور ہم نے دو تین جو major mega projects تھے ان کو renegotiate کیا جن میں Reko Diq project بھی شامل تھا اور اس کو ہم نے دوبارہ بحال کیا لیکن اور بھی بہت سارے projects timeline میں ہوں گے۔

میرے فاضل رکن نے کہا کہ 27 ارب کا benchmark تھا پھر اس کے بعد چیزیں کس طرح سے ہوئیں۔ اس سے اگلے سال بھی کیونکہ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ soon after COVID ہم نے ڈالر کو کافی زیادہ depreciate کیا اور COVID کی وجہ سے چیزیں چونکہ رکی ہوئی تھیں، shipments نہیں تھیں، orders roll over ہو چکے تھے تو وہ ایک ایسا سال تھا یقیناً جس میں because of post COVID جو situation تھی اس کی وجہ سے exports میں kick ملی، باہر کہتے ہیں کہ اچھی بات تھی کہ یہ ہوا۔ اس کے بعد بھی ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ growth کیا آ رہی ہے؟

Growth کے point of view سے اگر دیکھا جائے تو اس سے اگلے سال میں پھر جو growth نظر آ رہی ہے وہ trend پیچھے گیا لیکن جب ہم اگلے سال میں جاتے ہیں 2022-23 to 2023-24 کے اندر تو significant اضافہ ہے 14.95% اس سال کے لیے اور as of 31st May, 2024 یہ جو کچھ روز پہلے تھا we have crossed 28 billion dollars اور ابھی June کا مہینہ ہے so we expect کہ اس میں اور بہتری آئے گی اور کچھ add ہو گا۔ اگر آپ trend دیکھیں 2 to 2.5 billion per month so there is reasonable expectancy کہ یہ تیس ارب کو touch کر جائے گی ان شاءاللہ۔ بہر کیف چوبیس کروڑ کے ملک کے لیے تیس ارب کی exports بلاشبہ کافی نہیں ہیں۔ ابھی بھی جو وزیر اعظم کا China کا visit ہوا ہے Minister for Industries ان کے ساتھ تھے اس میں بھی جو direct foreign investments ہیں اس حوالے سے بھی کافی اچھی پیش رفت ہوئی ہے اور جو ہمارے Middle East کے دوست ممالک ہیں ان کے point of view سے بھی، وہاں ہمارے لیے بہت opportunities ہیں value added agri products and livestock کی خاص کر جو فوری طور پر ہو سکتا ہے۔

تیسرا sector جس کو privatize کیا ہے وزیر اعظم شہباز شریف کی حکومت نے وہ IT کا ہے۔ چوتھا sector human resource ہے کیونکہ 63% آبادی ہماری نوجوانوں پر مشتمل ہے تو اس کا استعمال ان کو train کرکے جو ہمارا human resource ہے جو لوگ پہلے سے وہاں موجود ہیں جو ہمیں تیس ارب سے زیادہ remittances بھیجتے ہیں تو اس پر بھی کام ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین! اب کچھ چیزیں ہیں جن کی وجہ سے منفی رجحانات ہیں۔ اس میں ofcourse liquidity کا issue ہے، بجلی اور گیس کے tariffs ہیں ان کے circular debts اور سارے issues ہمارے سامنے ہیں۔ IMF کہتا ہے کہ آپ subsidy programs زیادہ نہیں کر سکتے anyway کچھ cross subsidies کی جو اجازت ہے ان پر ہم ان سے negotiate کر رہے ہیں۔ عالمی منڈیوں میں بھی overall recession ہے آپ UK کی مثال لے لیں جہاں پر interest rate 1.5, 2% سے اوپر نہیں گیا تھا۔ محسن صاحب! اس وقت وہ 6.5% ہے۔ United Kingdom میں interest rate دو سالوں میں swell کرکے دو سے 6.5 پر چلا گیا تو پوری دنیا میں یہی معاملہ ہے۔ بہر کیف ان ساری چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے جو حکومت کے points میں نے raise کیے ہیں جو چیزیں میں نے پہلے کہہ دیں میں ان کو repeat نہیں کروں گا۔

Exporters کے لیے exporter friendly policy بنائی گئی ہے FBR کو خصوصی ہدایات تھیں اس دفعہ unprecedented ان کے جو refunds تھے وہ دیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ National export board کو فعال کرنے کے لیے وزیر اعظم شہباز شریف خود اس کو دیکھتے ہیں اور اس کی meetings chair کر رہے ہیں۔ اسی طرح ہم نے Turkiye and Uzbekistan سے preferential trade agreements کیے ہیں اور وہاں پر ہماری items کے avenues ڈھونڈے ہیں۔ وزیر اعظم صاحب نے ہدایت کی ہے کہ دوست ممالک سے پاکستان کی تجارت بڑھانے کے لیے special desk قائم کیے جائیں اور اس کے لیے Middle East کے چاروں ممالک کے desk, far east desk, China desk, USA desk, European desk and

United Kingdom desk. European desk کی جب بات کرتے ہیں تو پچھلے سال سارے نامساعد حالات کے باوجود حکومت نے کوشش کی پارلیمان نے ہمارا ساتھ دیا۔ ہم نے کچھ legislations بھی کیں تین focal Ministries نے اپنا کام کیا Commerce, Human Rights, Finance نے تو ہمارا GSP plus کا جو review تھا اس میں ہمیں کامیابی ملی اور ہماری جو European منڈی تک رسائی تھی وہ بحال رہی ہے۔ بہر حال یہ ایک ongoing process ہے اور اس میں حکومت یہ سمجھتی ہے کہ جب تک ہم اپنے exports کا target جو ہمارے پانچ سالہ منصوبے میں ہے کہ ہمیں اسے 50 billion تک لے کر جانا ہے۔ ہم جب تک اپنا target achieve نہیں کر لیتے تب تک ہماری مالی مشکلات اسی طرح رہیں گی اس میں government کی commitment and efforts میں آپ کو کمی نظر نہیں آئے گی۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Any question? Yes, please.

سینیٹر ذیشان خانزادہ: جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔ میرا منسٹر صاحب سے سوال یہ ہے کہ انہوں نے جس طرح بتایا ہے کہ growth ہوئی ہے۔ میرے خیال میں محسن عزیز صاحب نے جو سوال پوچھا ہے وہ یہی ہے کہ جب PTI والے حکومت چھوڑ کر گئے ہیں اس وقت 31 billion dollar سے زیادہ بلکہ تقریباً 32 billion dollar کی exports تھیں جو کہ ایک ریکارڈ تھا۔ اس کے بعد ہماری exports گرتی آرہی ہیں اب اگر وہ کہیں کہ تھوڑے سے بڑھ گئے ہیں تو اس کو ہم growth نہیں کہہ سکتے کیونکہ ہم اس وقت 32 billion dollar پر چھوڑ کر گئے تھے۔ اس کا جواب دیں کہ کس طرح یہ ہوا ہے۔

جناب چیئرمین! دوسری چیز یہ ہے۔ میں آپ کو یہ بتاؤں کہ اس وقت exports کو بڑھانے کے لیے کچھ measures لیے گئے تھے کیونکہ یہ تقریباً 21 billion dollar سے 32 billion dollar پر لے کر گئے تھے۔ جناب چیئرمین! انڈسٹریز کے لیے جو ضروری چیزیں ہوتی ہیں اس میں raw material آتا ہے۔ Raw material پر کسٹم ڈیوٹی بہت کم کر دی تھی۔ اس raw material کو استعمال کرکے پھر ہماری انڈسٹریز export کرتی تھی۔ اس کے علاوہ بجلی میں ہم نے بہت بڑے incentives دیے تھے۔

جناب چیئرمین: آپ صرف question کریں۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: جی، question buildup کے لیے میں آ رہا ہوں۔ اس کے بعد بجلی میں بہت بڑے incentives دیے تھے۔ Raw material, بجلی اور گیس کی قیمتیں یہ جو چیزیں ہیں یہ آپ کی انڈسٹریز کو اٹھاتی ہیں۔ آپ کی cost جب کم ہوتی ہے تو پھر جا کر foreign markets میں آپ کی چیز اچھے داموں میں بکتی ہیں۔ اب جناب چیئرمین! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ منسٹر صاحب ہمیں یہ بتائیں کہ یہ major چیزیں ہیں جس سے انڈسٹریز پر فرق پڑتا ہے۔ کیا بجلی اور گیس کی قیمتوں میں رعایت یا اس طرح کی کوئی اور incentives آپ انڈسٹریز کو دے رہے ہیں جس سے ہماری export actually بڑھے۔ انہوں نے IT کی بات کی ہے۔ PTI کی حکومت میں IT کے بارے میں ایک STZA بنا تھا۔ جس طریقے سے وہ بنا تھا وہ سب کو معلوم ہے کہ۔۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ تقریر نہ کریں۔ سوال آپ نے کر دیا ہے۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: جناب چیئرمین! IT میں وہ بھی ہماری حکومت نے بنایا تھا جس کی وجہ سے اس وقت بہت بڑی growth آئی تھی۔ اب یہ ہمیں کوئی نئی چیز بتائیں کہ یہ حکومت کیا کر رہی ہے؟ یہ تو سارے ہمارے کارنامے ہیں جبکہ وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ ہم کر رہے ہیں۔ Human Resource Export جو ہیں that is not an export وہ ہمیں remittances دیتی ہے۔ وہ ایک الگ چیز ہے۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وفاقی وزیر برائے قانون و انصاف): جناب چیئرمین! وہ اگر سوال کرتے تو میں جواب دیتا۔ یہ اتنی لمبی تقریر تھی کہ اس میں یا تو تالیاں بجائی جا سکتی ہیں یا احتجاج کیا جا سکتا ہے۔ جواب دینا تو ممکن نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! جواب اس لیے دوں گا کہ انہوں نے جتنی باتیں پوچھ رکھی ہیں۔ جناب چیئرمین! میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ جو 31.782 billion dollar کی 2021-2022 میں exports ہوئی تھیں۔ post covered and rule over کے orders بھی تھے اور ظاہر ہے کہ جب رکا ہوا business ساری دنیا میں شروع ہوا تو ایک growth نظر آئی۔ دوسرا ڈالر کو ہم نے بہت پیچھے کر دیا۔ اس کے ریٹ میں

ہمیں inflation بہت زیادہ پڑی۔ اب اس کے بعد کا trade دیکھیں تو اس میں منفی کے بعد مثبت اثرات بھی آ رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں نے پہلے جو اقدامات بتا دیے ہیں وہ بڑی تفصیل سے بتا دیے ہیں اور شاید میرے فاضل رکن نے سنا نہیں ہے۔ میں نے کوئی 14 چیزوں کے بارے میں بتایا ہے۔ میں ان کو repeat نہیں کرنا چاہوں گا۔ سرکار کی آخری statement یہی ہے کہ پاکستان کو اگر ہم نے آگے لے کر جانا ہے تو برآمدات کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے کہ آج کی دنیا میں کوئی ملک چل سکے۔ جو targets متعین کیے گئے ہیں۔ Seriousness کے لیے میں نے غرض کر دیا ہے کہ یہ وہ سیکٹر ہے جس میں وزیراعظم ہر روز ایک نہ ایک میٹنگ ضرور کرتے ہیں۔ چاہے وہ Live Stock کا ہو، چاہے وہ Food Security کا ہو، چاہے وہ Agriculture کا ہو، چاہے وہ IT Sector ہو یا چاہے وہ کامرس اینڈ انڈسٹریز ہوں تو ان شاءاللہ آپ کو growth ہوتی نظر آئے گی۔

Mr. Chairman: Thank you. Please.

سینیٹر ڈاکٹر افنان اللہ خان: جناب چیئرمین! بار بار PTI کی طرف سے یہ بات ہوتی ہے کہ 2022 میں 31 billion Dollars کی exports ہوئی تھیں۔ یہ بات پوری نہیں ہے بلکہ یہ آدھی بات ہے۔ 84 ارب ڈالر کی imports بھی ہوئی تھیں یہ کیوں نہیں بتاتے؟ یہ پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا 50 ارب ڈالر کا trade deficit تھا۔ اگر آپ اپنی imports کھول دیں تو آپ کی exports بھی اوپر چلی جائیں گی۔ آپ پوری بات بتائیں تاکہ عوام کو تو پتا چلے کہ کیا معاملہ ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ آپ سب تشریف رکھیں۔ میں ایک اعلان کرنا چاہ رہا ہوں۔

Please order in the House. Syed Zulfiqar Ali Shah, Provincial Minister Sindh for Tourism and Culture is sitting in the Chairman Box. Senator Mohsin Aziz Sahib.

*Question No. 4 Senator Mohsin Aziz: *Will the Minister for Finance and Revenue be pleased to state the number of present denominations of Coins and Rupee notes in circulation indicating also the reason of discontinuation of coins of 50 paisas?*

Mr. Muhammad Aurangzeb: The details of regular rupee banknotes and coins in circulation are given as under:-

Rupee banknotes	Rs. 10, Rs.20, Rs.50, Rs.100, Rs.500, Rs.1000 and Rs.5000
Coins	Rs. 1, Rs.2, Rs.5 and Rs.10

The Federal Government *vide* amendments in the Pakistan Coinage Act,1906, inserted a new section 15AA on March 14, 2013 which stipulated that the SBP shall exchange coins of 1,2,3,10,25 and 50 paisas, already issued by the Federal Government. Thereafter, these coins shall cease to be legal tender. In pursuance to above provisions. SBP *vide* circular dated September 30, 2013, issued necessary instructions to banks for dis-continuation of issuance of decimal coins and exchange thereof.

Regarding reasons of dis-continuation of 50 paisas coin, it is informed that Banknotes and coins are primarily used to settle payments for goods and services. Central banks and governments introduce various denominations to facilitate these transactions. Issuing authorities adjust coin denominations based on economic conditions and inflation. When the metal value of coin exceeds its face value, it becomes impractical to continue production. Therefore, the Government of Pakistan stopped issuing decimal coins and withdrew their legal tender status in 2013. India did the same in 2011. Japan in 1953, and South Korea in 1966.

Coins, as a form of money, function as a medium of exchange and a means to settle claims for transactions at pre-determined process (Quantity x Price = Value of Claim). This implies that while coins are necessary for

settling transaction value, they are not required for determining prices. Globally, it is a well-established principle that transaction value are rounded off and settled in the nearest complete unit, such as one rupee. Consequently, the determination of prices in fractions and decimals does not depend on the availability of decimal coins.

In essence, while coins are essential for the actual exchange and settlement of transaction values, their presence is not necessary for the calculation or setting of prices, which can still be expressed in fractions or decimals. The elimination of decimal coins in various countries reflects this principle, ensuring that transactions remain efficient and practical in the face of changing economic conditions and material costs.

Mr. Chairman: Any supplementary question?

سینیٹر محسن عزیز: جناب چیئرمین! ایک تو میرے اس سوال کا جواب ہی نہیں آیا ہے کیونکہ میں نے پوچھا تھا کہ

the number of present denominations of Coins and Rupee notes in circulation specially I was referring to the bigger notes that is 1000 and 5000 Rupees.

میں نے اس کے بارے میں پوچھا تھا۔ ایک تو اس کا جواب ہی نہیں آیا ہے۔ جو جواب آیا ہے وہ نامکمل ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر آپ بازار میں جائیں اور ایک چیز خریدیں تو واپسی پر اگر اس کا ایک روپے بنتا ہے تو ایک روپے اور دو روپے کے coins بہت کم in circulation ہیں۔ اس کی جگہ پر وہ آپ کو ایک ٹافی یا کوئی اور چیز پکڑا دیتا ہے۔ This is not a good trade. یہ تو ہم Stone age کے زمانے میں چلے گئے ہیں۔ اس زمانے میں جو trade ہوتی تھی۔

جناب چیئرمین: آپ سوال پوچھیں۔

سینیٹر محسن عزیز: جناب چیئرمین! یہ میرا سوال ہے۔ میں اس کو build تو کروں۔ ان کو سمجھ تو آئے۔ جواب انہوں نے دیا ہی نہیں ہے۔ ان کو میرا سوال سمجھ ہی نہیں آیا۔ اب مجھے سمجھانا پڑ رہا ہے۔ تکلیف یہ ہے۔ اگر جواب دے دیتے تو میرا سوال بھی اتنا لمبا نہ ہوتا۔ مجھے build اس لیے کرنا پڑ رہا ہے کہ میرا سوال ان کو سمجھ نہیں آیا ہے۔ یا تو اس سوال کو defer کر دیں تاکہ دوبارہ یہ جواب لے آئیں تاکہ میں بھی مطمئن ہو جاؤں اور لمبا سوال نہیں کروں گا۔

Mr. Chairman: Yes, Minister for Law.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: ٹھیک فرما رہے ہیں۔ ان سے یہ پوچھا گیا تھا کہ
to state the number of present denominations of Coins and Rupee notes in circulation indicating also the reason of discontinuation of coins of 50 paisas?

آپ اگر وضاحت سے پوچھتے۔

سینیٹر محسن عزیز: وہی وضاحت ابھی کرنا چاہتا ہوں مگر مجھے کوئی بولنے نہیں دیتا۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں نے اسی لیے کہا ہے۔ پہلے حصے میں Minister for Finance سے پوچھا گیا کہ present denominations of Coins and Rupee notes in circulation کیا ہے؟ اس کا انہوں نے بالکل لکھا ہوا جواب دے دیا کہ 10, 20, 50, 100, 500, 1000 and 5000 روپے ہیں جبکہ سوال یہ نہیں تھا کہ کتنے number in circulation ہیں۔ آپ اگر یہ سوال ان سے کر دیتے تو اس کا جواب آ جاتا۔ وہ اس کا مطلب یہ لے گئے کہ شاید آپ نے پوچھا ہے کہ مارکیٹ میں کس کس طرح کے نوٹ ہیں۔ دوسرا آپ نے پوچھا ہے کہ 50 پیسے کا
coin discontinuation.....

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں کوئی فارسی تو نہیں پڑھ رہا ہوں۔ آپ خود پڑھ لیں۔ جناب چیئرمین! یہ لکھا ہوا ہے کہ
Will the Minister for Finance and Revenue be pleased to state the number of present denominations of Coins and

Rupee notes in circulation indicating also the reason of discontinuation of coins of 50 paisas?

انہوں نے کہہ دیا کہ 50 پیسے کے coin بنانے کی قیمت زیادہ ہے اس لیے اس کو discontinue کیا ہے۔ اس کے لیے قانون سازی بھی کی گئی ہے۔ آپ کے سوال کی وضاحت Officials بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے سن لی ہے۔ اس کو defer کر دیں۔ Minister for Finance آ جائیں گے تو وہ آپ کو numbers بھی دے دیں گے۔

Mr. Chairman: Thank you. Question hour is over. Leave of absences.

Leave of Absence

Mr. Chairman: Senator Khalida Ateeb has requested for the grant of leave for 12th to 14th June, 2024 due to his personal engagements. Is the leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Taj Haider has requested for the grant of leave for 7th June, 2024 due to his personal engagements. Is the leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Farooq Hamid Naek has requested for the grant of leave for 10th and 11th June, 2024 due to his personal engagements. Is the leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Gurdeep Singh has requested for the grant of leave for 10th June, 2024 due to personal engagement. Is leave granted?

(Leave was granted)

جناب چیئرمین: اعظم نذیر تارڑ صاحب۔ ایک سیکنڈ، کیا مسئلہ ہے؟ پلیز بات کریں۔

Point of Order raised by Senator Syed Ali Zafar regarding formation of Standing Committees of the Senate

سینیٹر سید علی ظفر: جناب چیئر مین! ملک بھر میں آئینی بحران کا تو ہم سنتے رہے، دیکھتے رہے، experience کرتے رہے، ہم آئین کی بحالی کی کوشش بھی کر رہے ہیں لیکن سینیٹ میں اور پارلیمنٹ میں جو بحران آج کے دن مجھے نظر آیا ہے، میں اس کے بارے میں آپ سے ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

پارلیمنٹ جس کا سینیٹ ایک حصہ ہے، اس کی اپنی تاریخ بھی ہے، اس کا اپنا culture ہے، اپنی روایات ہیں، اپنی traditions ہیں۔ ہم سب جو ادھر بیٹھے ہیں، پورے ملک کی عکاسی کرتے ہیں۔ ہم اس فورم پر آکر ہر وقت جمہوریت کی بات کرتے ہیں جس میں ایک جانب لوگ treasury benches پر بیٹھے ہیں جبکہ دوسرے opposition benches پر بیٹھے ہیں۔ ہمارا جو پارلیمانی نظام ہے، ہمارا آئین اس کا ذکر بڑا واضح طور پر کرتا ہے جسے parliamentary procedure کہتے ہیں۔ اس کے تین حصے ہیں۔ ایک تو ہمارے سینیٹ کے written Rules ہیں جس میں بہت چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے کہ کس طرح آپ نے اس procedure کو چلانا ہے۔ جناب چیئر مین! میں آپ سے اس لیے بات کر رہا ہوں کیونکہ آپ نے recently یہ عہدہ سنبھالا ہے اور ایک بہت serious crisis آپ کے سامنے آگیا ہے۔ بہت ہی serious crisis ہے اور امید یہ ہے کہ آپ اس کو کسی طرح resolve کریں گے۔ اسی وجہ سے میں آپ کے سامنے یہ debate لے کر آیا ہوں۔ ہمارا آئین کہتا ہے، ایک تو written Rules ہیں۔ اس کے علاوہ traditions یعنی روایات ہیں۔ روایات کے تین حصے ہیں۔ ایک common law of Parliament ہے۔ سوال یہ ہے کہ common law of Parliament کیا ہے؟ Common law of Parliament وہ ہے جو کہ آپ rulings دیتے ہیں یا آپ کے آنے سے پہلے آپ کے جو predecessors تھے، وہ rulings دیتے تھے۔ وہ پارلیمنٹ کا ایک common law ہے۔

دوسرا، جو تاریخ میں ہم فیصلے کرتے آئے ہیں۔ وہ بھی پارلیمانی روایات کا حصہ بن گئے ہیں۔ بہت ساری traditions ہیں جو ہم نے بنائی ہیں، آئین کہتا ہے کہ وہ بھی رولز کا حصہ بن

جاتی ہیں۔ یہ traditions ایسی نہیں ہیں جو کہ رولز کے علاوہ ہوں۔ اب وہ traditions کیا ہیں؟ کچھ traditions تو عام ہیں۔ کہیں لکھی نہیں ہوئیں، ان کا کوئی تعلق نہیں ہے، وہ صرف ایک procedure ہے۔ مثلاً آپ اس فورم پر آتے ہیں تو یہ club رکھا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سیشن جاری ہے۔ اس طرح ہم ایک tradition follow کرتے ہیں۔ اسی طرح ایک tradition یہ ہے کہ چیئرمین ہر ایک کو بات کرنے اور گفتگو کرنے کی اجازت دیں گے۔ اس طرح free talk اور free debate ہوگی۔ یہ بھی ایک tradition ہے۔ روکا نہیں جائے گا جب تک ایک رکن parliamentary language میں بات کرتے رہیں۔ اسی طرح مختلف traditions ہیں۔

جناب چیئرمین! پارلیمنٹ کے دو اہم کام ہیں۔ ایک تو legislation ہے۔ Legislation میں ایک بہت زبردست قسم کی tradition تھی جس tradition کا پچھلے دنوں میں ہم نے ہاتھ چھوڑا۔ اس tradition کو ہم نے flout کیا۔ اس کی وجہ سے پوری کی پوری پارلیمنٹ کی ساکھ اور reputation بالکل مٹی میں مل گئی۔ وہ tradition یہ تھی کہ legislation کو debate کے ذریعے لایا جائے۔ اس کے برعکس legislation کو bulldozing کے ذریعے لایا گیا۔ آپ نے پہلے دن جب speech بھی کی تھی اور بزنس کی میٹنگ بھی کی تھی، میرے ساتھی parliamentarian جناب وزیر قانون بھی شاید ادھر ہی بیٹھے تھے، باقی مختلف جماعتوں کے پارلیمانی لیڈرز بھی بیٹھے تھے۔ سب نے کہا تھا کہ ہم قانون سازی کرتے وقت bulldozing نہ کرنے کی tradition قائم رکھیں گے۔ آپ نے بھی کہا تھا کہ جب اس طرح کے قوانین آئیں گے، میں کم از کم انہیں committees میں ضرور بھیجوں گا۔ لہٰذا، bulldozing نہ کرنے کی بھی ایک tradition ہے ورنہ شاید قانون تو اجازت دیتا ہے لیکن traditionally, bulldozing کو آپ نے reject کیا۔ ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے اور ہم نے کہا کہ ہم آپ کو اس میں پوری طرح support کریں گے۔

جناب چیئرمین! اب legislation کے علاوہ پارلیمنٹ کا اور سینیٹ کا ایک دوسرا کام بھی ہے۔ وہ کام ہے حکومت کی accountability کرنا۔ یہ سینیٹ کا ایک بہت بڑا role ہے۔ ہمارے ہاں committees ہوتی ہیں جن کی jurisdiction اور mandate یہ ہے کہ

حکومت کو دیکھیں کہ وہ ٹھیک طرح آئین اور قانون کے اور انصاف کے مطابق چل رہی ہے یا نہیں۔ ہم نے traditionally یہ دیکھا کہ جن committees کا تعلق حکومت کی accountability سے ہوتا ہے، وہ committees اپوزیشن کے پاس جاتی ہیں۔ جو کمیٹیاں مختلف ہوتی ہیں اور جن کا تعلق accountability سے نہیں ہوتا، وہ حکومت لے لیتی ہے۔ مقصد اس کا یہ ہوتا ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک حکومت اپنی accountability خود کر سکے۔ اگر وہ خود کرے گی تو وہ ایک طرح سے ناانصافی ہے اور جمہوریت کے خلاف ہے۔ اسی لیے 2013 کو دیکھیں، اس سے پہلے دیکھیں، پھر 2018 کو دیکھیں یا 2021 کو دیکھیں تو کچھ traditions ایسی تھیں جو اب رولز بن گئے ہیں کہ اپوزیشن کو کون سی committees ملیں گی اور کون سی committees کی chairpersonship, treasury benches کے پاس جائیں گی۔ ہم نے یہ مؤقف رکھا۔ بدقسمتی سے لیڈر آف دی ہاؤس شاید ڈپٹی پرائم منسٹر بھی ہیں، اس کے ساتھ ساتھ Foreign Minister کی job بھی سنبھالے ہوئے ہیں، وہ لیڈر آف دی ہاؤس بھی ہیں، وہ شاید پریذائیڈنگ آفیسر بھی ہیں تو وہ ہمیں ادھر نظر ہی نہیں آتے۔ مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ committees کے معاملات جن کے بننے کے بعد ہی سینیٹ نے آگے چلنا ہے، اس کی بات چیت بھی ہمیں ان کے ساتھ ہی کرنا پڑتی ہے۔

میں نے اپنے مختلف لیڈرز سے بھی بات کی کہ آپ ہم سے ملیں، بیٹھیں، کم از کم ہماری روایات جو اب رولز بن گئے ہیں، قانون کے مطابق ہم آگے process تو چلائیں لیکن انہوں نے بھی ہاتھ نہیں پکڑایا بلکہ لگتا یہ تھا کہ شاید حکومت اور اس کی ساتھی جماعتیں مل کر committees بانٹنا چاہتی ہیں۔ ہمیں یہ شک ہوا اور خدشہ تھا لیکن میں آپ کو بتاؤں، جب مجھے میرے ساتھی کہتے تھے کہ یہ ہونے لگا ہے تو میں یہ کہتا تھا کہ نہیں، یہ نہیں ہوگا۔ وہ سب parliamentarians ہیں، سینیٹرز ہیں، وہ اس طرح نہیں کریں گے۔ وہ traditions کو قائم رکھتے ہوئے، committees اسی طرح دیں گے۔ ہم بھی ایک وقت حکومت میں تھے، ہم نے بھی وہ committees اپوزیشن کو دیں۔ اب حکومت میں آنے کی ان کی باری ہے تو وہ committees اسی طرح بانٹیں گے کیونکہ کل کو وہ بھی اپوزیشن میں آ سکتے ہیں۔ یہی روایت ہے جس سے جمہوریت چلتی ہے۔

جناب! دو عجیب باتیں ہوئیں۔ ایک عجیب بات یہ ہوئی کہ جو committees ہم نے مانگی تھیں اور جو tradition کے مطابق ہمیں ملنی تھیں، وہ treasury benches لے گئے۔ آج میں نے سنا کہ فنانس کمیٹی بن گئی، پلاننگ کمیٹی بن گئی، میں پی۔ٹی۔آئی کا پارلیمانی لیڈر ہوں، مجھ سے تو اس حوالے سے کوئی بات چیت نہیں کی گئی۔ مجھ سے تو کسی نے ذکر تک نہیں کیا، کوئی گفتگو بھی نہیں ہوئی۔ مجھے شرم آ رہی ہے کہ میں یہ چیزیں سینیٹ کے فلور پر پیش کر رہا ہوں، آج تک ایسا نہیں ہوا، میں نے پورا ریکارڈ دیکھا ہے، آج تک یہ بات یا گفتگو سینیٹ کے فلور پر نہیں ہوئی کیونکہ politicians بڑے سمجھدار ہیں، سینیٹرز بڑے سمجھدار ہیں، وہ اس طرح کی چیزیں باہر ہی resolve کر لیتے تھے لیکن بد قسمتی سے آج مجھ پر یہ ذمہ داری آ گئی ہے کہ میں یہ چیزیں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔

دوسری چیز، ایک اور عجیب و غریب بات ہوئی۔ فارم 45 اور فارم 47 والا issue تو ہم debate بھی کر رہے ہیں، سن بھی رہے ہیں، دیکھ بھی رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ فارم 47 والا معاملہ سینیٹ میں بھی ہونے لگا ہے اور وہ یہ کہ normally یہ ہوتا ہے اور tradition یا روایت بھی یہی ہے، Rule بھی یہ ہے، اسی لیے ہمارا قانون بھی یہ ہے کہ جب ایک بار فیصلہ ہو جائے کہ اپوزیشن کی سینیٹ کی committees میں کون سی سیٹیں ہیں یا ان کے کتنے ممبرز ہیں تو پھر اپوزیشن کے پارلیمانی لیڈر فیصلہ کرتے ہیں کہ ہمارا کون سا ممبر کس کمیٹی میں شامل ہو، اس کی کیا expertise ہیں۔ مثلاً ہم ایک non-lawyer کو شاید Law Committee میں شامل نہ کرنا چاہیں اور جس کا تعلق justice کے ساتھ ہو، اسے شامل کریں گے۔ اسی طرح یہ بھی ہماری tradition and rule تھی کہ Parliamentary leaders یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ کون سا ممبر کون سی کمیٹی میں بھیجنا ہے لیکن یہ فیصلہ computer کے ذریعے ہو گیا۔ ہم سب کو اطلاع ملی کہ آپ کی choices یہ تھیں لیکن computer نے آپ کو یہ Committees دی ہیں۔ آج سارا دن میرے fellow Senators میرے کمرے میں بیٹھے رہے۔ ایک تو کمرہ بھی چھوٹا ہے اور وہ اس میں پورے نہیں آ رہے تھے لیکن پھر بھی وہ بیٹھے رہے۔ ہم یہی discuss کرتے رہے کہ Committees کس formula کے تحت دی گئی ہیں۔ کچھ Committees میں ایک ہی پارٹی کے چار، چار Members آئے ہیں۔ جو اہم

Committees ہیں جن میں majority چاہیے، Treasury benches نے اپنے حمایتی جماعتوں کے ساتھ مل کر اپنی اکثریت بنائی ہے۔ کچھ ایسی Committees جن میں شاید ان کی ایسی accountability نہیں ہو گی، وہ ہمیں دے دی گئی ہیں۔ جناب! یہ ہمارے لئے unacceptable ہے۔ ہمارا کام جمہوری روایات کو قائم رکھنا ہے۔ اس لئے میں یہ بڑے افسوس سے کہوں گا اور یہ الفاظ میرے لئے کہنا بہت مشکل بھی ہیں کہ ہم یہ Committees نہیں مان رہے۔ اگر آپ یہ House Committees کے بغیر چلا سکتے ہیں، اگر آپ یہ House, PTI and other Opposition Committees کے بغیر چلا سکتے ہیں تو پھر ٹھیک ہے، چلائیں۔ آپ بے شک اسے خوشی سے چلائیں۔ ابھی جو تالیاں بجا رہے ہیں، انہیں بہت خوشی ہو گی لیکن ابھی پارلیمنٹ میں آپ کو اتنا ہی افسردہ ہونا چاہیے جتنا میں ہوں۔ جناب! آپ سے یہ request ہے کہ آپ اپنا role ادا کریں اور Leader of the House کو بتائیں کہ وہ Leader of the Opposition and other Parliamentary leaders کے ساتھ بیٹھیں اور finally یہ فیصلہ کریں کہ Committees کا کیا کرنا ہے otherwise ہم crisis میں جائیں گے اور سینیٹ نہیں چل سکے گا۔ میری Treasury سے یہی التجا ہے کہ وہ ہمیں اس موڑ تک نہ لے جائیں کہ ہم بھی بس boycotts کریں، ایوان سے باہر نکلیں اور Committees میں نہ بیٹھیں۔ ان Committees کا کیا فائدہ جن میں Opposition ہی نہیں ہو گی۔ یہ میری التجا ہے کہ آپ اپنا role ادا کریں اور اس issue کو resolve کریں۔ فی الحال ہماری position simple and straight forward ہے کہ ہم Committees کو اس طرح نہیں مانتے اور انہیں reject کرتے ہیں، شکریہ۔

(The Chair recognized the presence of Mr. Muhammad Raza Hayat Harraj, MNA witnessing the Session)

(Desk thumping)

(Interruption)

Mr. Chairman: Yes, Leader of the Opposition. After him, you will speak Federal Minister for Law.

Senator Syed Shibli Faraz (Leader of the Opposition)

سینیٹر سید شبلی فراز (قائد حزب اختلاف): شکریہ، جناب چیئرمین! ابھی جس طرح ہمارے Parliamentary Leader نے Committees کا issue اٹھایا ہے، میرے خیال میں ان باتوں میں اور اضافہ کرنا مشکل ہے۔ میں یہ بات ضرور کہوں گا کہ being Leader of the Opposition یہ میرا فرض بنتا ہے کہ ہماری ٹیم یعنی PTI جو majority میں ہے اور ہماری جو allies ہیں، ان کی سوچ آپ کے ساتھ share کروں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک جمہوری ایوان ہے جس میں لوگ الیکشن کے ذریعے آئے ہیں اور جیسے تیسے الیکشن ہوئے ہیں لیکن وہ ان کے ذریعے آئے ہیں۔ جب Leader of the House کی بات ہوتی ہے، مجھے Leader of the House رہنے کا اتفاق ہو چکا ہے تو وہ اور Leader of the Opposition مل بیٹھ کر کچھ باتیں طے کر لیتے ہیں۔ ان باتوں کی کچھ sanctity ہوتی ہے۔ ان باتوں کا کوئی وزن ہوتا ہے کیونکہ وہ ذاتی capacity میں بات نہیں کر رہے ہوتے بلکہ جس office کو وہ hold کرتے ہیں، اسی کے مطابق بات کرتے ہیں۔ بڑی جلد بازی میں ایک meeting ہوئی جس میں obviously ہمارے Parliamentary Leader کو بلوایا نہیں گیا تھا اور مسلم لیگ (ن) کے Parliamentary Leader بھی نہیں تھے لیکن آپ کی پارٹی Pakistan Peoples' Party کی Parliamentary Leader اور سینیٹر انوشہ رحمان صاحبہ اس میں موجود تھیں۔ میں نے اس meeting میں ایک بنیادی خاکہ پیش کیا تھا۔ ہم آپ کے سامنے پورا data لے کر آئے۔ میں نے Leader of the House سے پہلی بات یہی کہی کہ ایک فارمولا طے کر لیتے ہیں۔ اگر وہ فارمولا طے ہو جائے تو Committees بنانا پانچ منٹ کا کام ہے۔ اس کے لئے ہمیں بار، بار ملنے کی ضرورت بھی نہیں ہو گی اور انہی کی بنیاد پر چیزوں کو حل کر لیں گے لیکن انہوں نے کہا کہ آپ تو ایک نئی روایت قائم کر رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ جی نہیں میں کوئی نئی روایت قائم نہیں کر رہا بلکہ روایت کو آگے لے کر چل رہے ہیں۔ جو روایات 2015-18, 2018-21 and 2021-24 تک چلتی آ رہی ہیں، ہم انہیں continue کرنا چاہتے ہیں اور کوئی cherry picking نہیں کرنا چاہتے ہیں۔

جناب! میں یہ سمجھتا ہوں کہ Treasury benches پر جو میرے دوست بیٹھے ہیں، انہیں لگتا ہے کہ یہ اقتدار ہمیشہ کے لئے ہے۔ اقتدار ہمیشہ صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ آپ کو یہ بھی نہیں پتا کہ دو، تین مہینے بعد آپ وہاں بیٹھے بھی ہوں گے یا نہیں۔ آپ نے جس چیز کو قربان کیا ہے، وہ democratic spirit ہے۔ چونکہ آپ اس وقت سمجھتے ہیں کہ آپ بڑے زور میں اور zoom میں ہیں، آپ نے اسی zoom میں چیزوں کو دیکھا ہے۔ آپ نے zoom کی عینکیں پہنی ہوئی ہیں۔ ایسا نہ کریں۔ اس سے کیا ہوگا؟ جس طرح ہم نے پچھلے ہفتے دیکھا کہ Presiding Officer اجلاس چلانے کے لئے آئی اور جس طرح کی بات چیت ہوئی۔ قوانین سے بے خبر لوگ بٹھائے گئے۔ میری یہ request ہے کہ آپ Presiding Officer کے لئے وہاں Leader of the House کو بٹھائیں کیونکہ وہ اس کے خواہش مند ہیں اور مجھے نہ بٹھائیں کیونکہ Leader of the Opposition should not be sitting there because this again will be a travesty of all the traditions that so far we have carried and of which we are the custodians and especially you who is the Chairman and custodian of the House. کل آخری دن تھا۔ 60 دن 10 جون کو پورے ہو رہے تھے۔ As per the rule, the Committees have to be constituted within sixty days. رات تک کسی کو خبر نہیں تھی including Leader of the Opposition کو کہ Committees بنی ہیں یا نہیں۔ رات ساڑھے دس بجے میسج آیا کہ کل Standing Committees on Finance and Planning کے اجلاس ہو رہے ہیں۔ پارلیمنٹ میں جتنے لوگ بیٹھے ہیں، آپ کا تجربہ ان سب سے زیادہ ہے۔ Probably, you are at the pinnacle of your career and we wish you good and best of luck and we want you to be remembered in good words like you have been for your past assignments. However, it is our duty to support you and guide you in the areas where we think that some aberration is taking place. جو Committees ہوتی ہیں، ان کے Chairmanship کے لئے کبھی election نہیں ہوا ہے۔ میرا سینیٹ میں نواں سال ہے

اور میں نے یہ ساری چیزیں دیکھی ہوئی ہیں۔ جب آپس میں اتفاق ہو جاتا ہے تو election is a formality and when all the Members go into that Committee room, they know who they are going to elect as Chairman. یہ ایک tradition ہے۔ اس وقت یہ نہیں ہوتا کہ یہ حکومت کا candidate ہے، یہ Opposition کا candidate ہے یا کسی اور کا candidate ہے۔ آج صبح جب ہم گئے تو ایک ہی candidate تھا جو سینیٹر سلیم مانڈوی والا تھے۔ اگر آپ کہتے ہیں تو ہم وہ نام بھی بتا سکتے ہیں کہ کون سی کمیٹی کی chairmanship کس بندے کو دی گئی ہے اور انہیں promise بھی کیا گیا ہے اور وہ انہیں ہی ملے گی۔ What is this?

(Interruption)

سینیٹر سید شبلی فراز: Relax کریں۔ غلطی سے Government میں آئے ہیں تو تھوڑا سا دل بھی بڑا رکھیں۔

(مداخلت)

سینیٹر سید شبلی فراز: Minister for Law ایک campaign lead کر رہے ہیں جس کا میں نام نہیں لوں گا as I do not want to embarrass him because ہمارا ایک اچھا تعلق ہے۔ جناب! I take strong exception to the words کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں۔ یہ آپ نے بالکل غلط کہا ہے، آپ نے غلط الزام لگایا ہے، آپ کو اس پر معافی مانگنی چاہیے۔ Sir, don't want to engage, یہ قانون جاننے والے لوگ ہیں لیکن لگتا نہیں کہ قانون نے ان کو چھوا بھی ہے۔ بیٹھیں، بیٹھیں، نہ تو آپ قائد ایوان ہیں اور نہ آپ پارلیمانی لیڈر ہیں۔ آپ کس capacity میں یہ باتیں کر رہے ہیں۔۔۔

Mr. Chairman: Please address the Chair.

(مداخلت)

سینیٹر سید شبلی فراز: میں کیا dictate کر رہا ہوں، Sir, this is when your role comes in. When Leader of the Opposition is standing, problem یہ ہے کہ ان کو traditions کا پتا ہی نہیں ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ کو اس کے بعد وقت دیتے ہیں۔

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب! وہ بعد میں بات کرلیں۔ یہی تو بات ہے کہ tradition ہی نہیں ہے۔ میں نے کون سی گالی دے دی آپ کو، میں تو یہ سمجھارہاہوں کہ جو پارلیمنٹ میں ہوتاہے،وہ یہی ہے کہ کمیٹیوں کا election کا candidate, candidate, Chairman of the Committee, وہ final ہوجاتاہےاور سب جاتے ہیں اور بڑے خوش اسلوبی سے وہ elect ہوجاتاہے لیکن جناب! یہ نہیں ہورہا۔آج جس طرح قائمہ کمیٹی برائے خزانہ کا چیئرمین elect ہواہےاور ہم اس میں interested تھے کیونکہ ہماراکام ہے جس طرح سینیٹر-----

(مداخلت)

Senator Syed Shibli Faraz: You don't want to hear the truth….

جناب چیئرمین: تارڑ صاحب! اس کے بعد آپ جواب دیں گے۔ شبلی صاحب! جب آپ wind up کریں گے۔

سینیٹر سید شبلی فراز: میں wind up کرتاہوں۔ میں یہ کہناچاہتاہوں کہ اس ایوان کو ایک خاص spirit کےساتھ لے کر چلیں۔ اگر ایساہےتو پھر ہر کمیٹی میں majority Treasury Benches کی ہے،پھر تو تمام کمیٹیوں کی elections کرادیں اور ساری Committees اپوزیشن ہار جائے گی۔ یاتو پھر اس طریقے سے کریں0446 جناب چیئرمین !براہ مہربانی traditions کو برقرار رکھیں،اس ایوان کاایک spirit ہےاور ایک ماحول ہے،اس کو براہ مہربانی آپ روک سکتے ہیں،آپ کو اس میں اپنا کردار ادا کرناچاہیے۔

جناب چیئرمین: شیری رحمان صاحبہ۔شیری رحمان صاحبہ کہوں گاتو پھر آئیں۔

Senator Sherry Rehman

سینیٹر شیری رحمان: شکریہ،جناب چیئرمین! اچھاہےکہ خواتین کو بھی کبھی کبھی معتبر بننےکاموقع ملے۔ آپ تو ہمارے لیے جمہوریت کا حسن represent کرتے ہیں۔ میں یہ کہناچاہ رہی تھی کہ Committees کے حوالے سے کچھ باتیں ہوئی ہیں اور یہ impression دیاجارہاہے کہ بڑی irregularity ہوئی اور فلاں Committees, ہمارا حق بنتاہےاور numbers کے حوالے سے، پھر تو کوئی بھی نہیں بنے گا۔--

Mr. Chairman: Leader of the Opposition, please be attentive. She is giving the reply. Yes.

سینیٹر شیری رحمان: پھر تو کوئی بھی نہیں بنے گا۔ اگر آپ جمہوریت کے حسن کی طرف جانا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کمیٹیاں فعال ہوں اور پارلیمان میں ہم ایک تعمیری کام کر سکیں، جو قابل ستائش ہو، جس کی وجہ سے لوگوں کو relief ملے۔ کیوں آپ اس موقع کو adopt کرتے ہیں کہ ہم نے boycott کرنا ہے؟ آپ نے پہلے بھی boycott کیا ہے، اب بھی boycott کر رہے ہیں۔ اس وجہ سے کہ آپ کی مرضی کی ایک کمیٹی آپ کو نہیں ملی۔ آپ کو یاد ہو گا کہ 2021 میں گیلانی صاحب بیٹھے تھے، اس وقت سینیٹ کے چیئرمین ہیں، وہ Leader of the Opposition تھے۔ میں اس وقت پارلیمانی لیڈر تھی۔ ہم سب لائبریری میں بیٹھ کر، تارڑ صاحب بھی تھے، ہم اکٹھے بیٹھے تھے، اسی طرح افہام و تفہیم سے جو بھی آپ date دیتے ہیں، اس دن بھی اسی طرح ماحول تھا، کسی نے کچھ کہا، آپ نے Finance Committee مانگی، میں نے کہا کہ چلیں آپ یہ لے لیں۔ ہم نے آپ سے کچھ نہیں مانگا، آپ کو دو، تین کمیٹیاں میں نے خود دیں اور یہ دینی چاہییں، یہ ہوتا ہے۔ اس طرح کے کاموں میں ایسا ہوتا ہے۔ تو آپ نے پھر کہا، اس میں 2021 کا یاد دلاؤں گی۔ آپ حکومت میں تھے اور سینیٹ میں اپوزیشن numbers میں آپ سے بہت بڑی تھی، ہمارے numbers زیادہ تھے۔ اس وقت بر عکس ہے۔ لیکن آپ نے اُس وقت insist کیا، ہم نے کہا کہ Law Committee ہمیں چاہیے، ہم نے کہا کہ Interior Committee ہمیں چاہیے۔ اُس وقت آپ بضد تھے، آپ نے insist کر کے وہ دونوں Committees بھی اپوزیشن کو نہیں دیں اور ہماری مرضی کے خلاف کیا، ہم پھر بھی تحمل سے آگے چلے ہیں اور کبھی boycott نہیں کیا، کبھی آپ کو ایسی feeling نہیں دی کہ سینیٹ میں پہلی مرتبہ، آپ جیسے کہہ رہے ہیں کہ contest ہو رہا ہے، الیکشن تو ہوتا ہے، آپ contest کی بات کر رہے ہیں اور یہ روایت آپ ڈال رہے ہیں، ہم نہیں ڈال رہے۔ ہماری کوشش تھی کہ افہام و تفہیم سے ہو، ہم ایک کمیٹی لیں، دو کمیٹیاں آپ لیں۔ ہم نے یہی عمل اختیار کیا لیکن آپ dictation پر بضد ہیں تو اس کا کچھ نہیں ہو سکتا۔ چیئرمین صاحب! dictation کسی ایوان میں نہیں ہوتی۔ آپ کہتے ہیں کہ numbers, وہ تو پھر ہمارے کوئی نہیں بنیں گے۔ اگر آپ افہام و تفہیم سے نہیں چلیں گے تو بے شک آپ کے نہیں بنیں گے کیونکہ

ہمارے numbers اس وقت بہت زیادہ ہیں۔ پھر تو یہی ہو گا لیکن ہم چاہتے ہیں کہ آپ حصہ دار ہوں، آپ ہر solution اور ہر عمل میں حصے دار ہوں، ہم روز کھڑے ہو کر ظرف دکھائیں تو آپ اگلے دن سوال پر سوال اٹھائیں۔ دیکھیں ہم نے کبھی no confidence کے لیے ایوان کو dismiss نہیں کیا۔ اپنے آپ کو بچانے کے لیے House dismiss نہیں کیا۔ ہم نے آئین شکنی نہیں کی جو قومی اسمبلی میں ہوئی۔ آپ ہمیں آئین شکنی کا درس نہ دیں، تاریخ ابھی بھی آپ کے سامنے ہے۔ آپ کا ماضی اتنا روشن نہیں ہے کہ آپ ہمیں درس دیں کہ آئین شکن کون ہے، کون نہیں ہے۔۔۔۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر شیری رحمان: جناب چیئرمین! باتیں تو ہم بھی بات کر سکتے ہیں لیکن ماحول کو خراب نہیں کرنا چاہ رہے ہیں۔ میں آپ سے ضرور یہ کہوں گی کہ اس وقت چیئرمین صاحب۔۔۔۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Please order in the House. No interference.

سینیٹر شیری رحمان: جناب! انہوں نے کہا کہ راتوں رات ہوا ہے، سب کو معلوم ہے کہ procedure کے مطابق سینیٹ میں Finance and Planning Committees کی ہمیں ضرورت ہوتی ہے۔ بجٹ کا ایک طریقے کار ہے، 14 دن میں دونوں Committees نے اپنی اپنی recommendations دینی ہوتی ہیں۔ ایک process ہے، ایک عمل ہے اس کے ذریعے ہم کام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ راتوں رات تو کوئی چیز نہیں ہوئی۔ ایک candidate وہاں تھا جو ہم نے discuss کیا تھا، آپ کو پہلے بھی بتایا تھا۔ اس میں کوئی ڈھکی چھپی بات تو نہیں ہے کہ جی ہم سب decide کرتے ہیں، پارٹیاں decide کرتی ہیں کہ کون سا چیئرمین ہو گا کس کمیٹی کا، پھر ہم divide کرتے ہیں، یہ تو کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ یہ تو آپ عجیب و غریب باتیں کر رہے ہیں۔ نہیں نہیں ایسا کہیں ہوتا۔۔۔۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: No interference, Mohsin Aziz Sahib, please don't disturb.

سینیٹر شیری رحمان: کوئی ووٹوں سے بنا ہے۔ اگر آپ کو ابھی Committees چاہییں تو آپ ہم سے بات کر لیں ورنہ آپ Committee system سے out ہوں گے، Committees چلیں گی۔ جیسے آپ نے National Assembly میں boycott کیا تھا، پھر آپ بعد میں پشیماں ہوں گے کہ ہم نے یہ کیا غلط سیاسی پتہ کھیل لیا۔ پھر آپ خود کشی کرتے یو ٹرن کریں گے۔ دیکھیں اقتدار آنی جانی چیز ہے، یہ آپ کو نہیں پتا تھا، ہمیں پتا ہے، پیپلز پارٹی کو پتا ہے، اب PML(N) کو بھی پتا پڑ گیا ہے۔ اقتدار بالکل آنی جانی چیز ہے لیکن پارلیمان کا وقار جو آج آپ نے contest کرکے مجروح کیا ہے، وہ پہلے کبھی پارلیمان میں نہیں ہوا۔ میں آپ کو یاد دلاؤں گی کہ یہ آپ کی ذمہ داری ہے، یہ تو نہیں ہوتا کہ میں نہیں ہوں، my way is the highway, یہ نہیں ہوتا۔ اگر میں ہوں تو ٹھیک ہے، نہیں تو نہیں ہے۔ نہیں تو پھر ریاست توڑو، یہ توڑو۔ چھوڑ دیں یہ باتیں۔ اگر ان کو دہرانا شروع کریں تو ماحول اور آلودہ ہوگا۔ چھوڑ دیں یہ باتیں، ساری باتیں میں آپ کو سنا سکتی ہوں۔ کہتے ہیں کہ اگر میں نہیں ہوں تو ملک نہیں ہے۔ کیسی باتیں کرتے ہیں۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر شیری رحمان: یہ آپ کیا کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ میں نہیں ہوں تو Finance Committee نہیں ہے، ایسا نہیں ہوگا۔ ہم نہیں ہیں تو پارلیمان چلے گا نہیں، ایسا تو نہیں ہوگا۔ پھر آپ خود ہی یوٹرن لے کر واپس آئیں گے۔ میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ اس وقت بھی آپ تھوڑا سا ہوش کے ناخن لیں۔ آپ آیئے اور اپنا حصہ لیجیے، نہیں تو پارلیمان چلتا رہے گا۔ آپ کے کہنے سے کچھ فرق نہیں پڑے گا۔ میں اب اجازت لوں گی کیونکہ آپ نے آج سیکرٹریٹ کو کہا ہے کہ ان کا یہ role تھا۔ ان کا کوئی غلط role نہیں تھا، انہوں نے وہی کیا جو ان کو پارٹیوں نے کہا اور پارٹیوں نے بالکل صحیح کیا ہے۔ آج ہمیں Finance and Planning Committees کی ضرورت تھی، ایسا ہی ہوگا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: Law Minister, ایک سیکنڈ، تشریف رکھیں۔ میں سب سے request کروں گا کہ جب آپ بولیں تو pin-drop silence ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ایک دوسرے کو سنیں، Law Minister صاحب۔

Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: یقین مانیں، آپ record نکلوالیں، آپ Senate sittings کا record, recorded نکلوائیں۔ یہ TV پر چل رہا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے جتنی بھرپور محبت سے interruption اُس طرف سے ہوتی ہے اور مذہبی جوش وخروش سے اس طرف سے کبھی interruption اِس طرح نہیں ہوئی۔ جناب والا! میں ہمیشہ سے یہی کہتا ہوں بات سننی چاہیے۔ Senate Secretariat کے جو officers and employees ہیں ان کے لیے کہا گیا کہ کمیٹیاں انہوں نے بنائی ہیں۔ جناب والا! میرا تجربہ شاید آپ سب لوگوں سے کم ہے لیکن میں نے ان تین سالوں میں ایک دوسرے سے guidance لیتے ہوئے جو سیکھا اور یہاں پر آکر پڑھا ہے، ممبرز کبھی بھی بیٹھ کر Committees نہیں بناتے وہ بات تو کبھی ختم ہی نہیں ہوسکتی۔ میری پانچ priorities ہیں ہوسکتا ہے، وہی پانچ 80 priorities Senators کی بھی ہوں۔ Committees ہمیشہ سے office بناتا ہے، office بیٹھتا ہے آپ کے priorities والے فارم آتے ہیں، وہ اوپر سے نیچے تک accommodate کرنے کی کوشش کرتے ہیں، average دو یا تین Committees تک آپ کی preference چلتی ہے، آخری دو Committees ہمیشہ آپ کی preference کے against ہوتی ہیں کیوں کہ وہ پورا ہو ہی نہیں سکتا۔ کچھ Committees لوگوں کو پسند ہیں، کچھ نہیں ہوتیں بہر کیف یہ بحث چھوڑ دیتے ہیں۔

سینیٹر شیری رحمان صاحبہ نے بالکل صحیح کہا، ہم سارے ہی موجود تھے، ہم نے آخری وقت تک as a opposition insist کیا ہے کہ آپ Interior and Law and Justice Committees ہمیں دیں، یہ oversight کے لیے جو بات آج کر رہے ہیں، یہ oversight کے لیے ضروری ہے۔ اس وقت کے چیئرمین سینیٹ نے ہمیں کہا کہ میں کوشش کرتا ہوں اگر یہ مان جائیں، یہ treasury ہیں، دیکھیں انہیں کچھ accommodate کرنا چاہیے پھر آپ لوگوں سے بات ہوئی، کاش آج شہزاد وسیم صاحب ہوتے، آخری وقت تک ہم انہیں کہتے رہے کہ آپ ہمیں یہ Committees دیں اور پتا تب چلا جب Committees announce ہوئیں اور وہ لے گئے۔

جناب والا! اس سے بھی آگے چلتے ہیں، یہ کوئی ایک بار نہیں ہوا۔ پھر وہی بات ہے جو میں نے عرض کی تھی، آپ نے کہا کہ یہ بات کریں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں، آپ کو جب وقت ملے گا تب بات کریں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: آپ کے قائد روزانہ خود کہہ رہے ہیں، وہ جو مجیب الرحمان کو idealise کر رہے ہیں، انہوں نے tweet own کیا ہے، یہ میں نہیں کہہ رہا اور نہ یہ طلال چوہدری کہتا ہے۔ یہ تو آپ کے حصے میں لکھا گیا ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: یہ بات کرنے سے پہلے سوچنا تھا۔

Mr. Chairman: Please order in the House.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: اپنے قائد محترم سے کہیں کہ یہ tweet کرنے سے پہلے، مجیب الرحمان کی شان میں قصیدے کرنے سے پہلے یہ بات کرنی تھی۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں آئین کا سبق دیا گیا، سینیٹر شیری رحمان صاحبہ نے صحیح کہا، ہم نے کبھی عدم اعتماد سے بچنے کے لیے اسمبلی نہیں توڑی اور نہ ہی ہماری توڑی گئی اسمبلی کو سپریم کورٹ نے یہ لکھ کر۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: یہ tweet کرنے سے پہلے۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: یہی بات ہے۔

Mr. Chairman: Please take the seat.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں ایوان کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سرکار تو شور میں بھی چل جائے گی، آپ کے جو sermon اور آپ کے قصائد ہیں، جو آپ نے وہاں پر پہنچانے ہوتے ہیں وہ خاموشی میں سنے جائیں گے۔ اگر ہم نے شور کرنا شروع کر دیا تو آپ کی بات بھی کوئی نہیں سنے گا۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: سرکار تو پھر بھی چلتی ہے اور مجھے وہ دن بھی۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: بالکل واپس نہیں ہوں گے، اس floor پر ایسی کوئی بات ہوئی ہی نہیں ہے، جو Mic پر بات ہوئی ہو وہ الفاظ واپس ہوتے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: ہم نے بڑی سختیاں جھیلی ہیں، میری بہن ہم نے بڑی سختیاں جھیلی ہیں۔ جناب چیئرمین! ہم نے سوا گھنٹے میں 52 قانون پاس ہوتے ہوئے دیکھے ہیں، آج ہمیں یہ پڑھا رہے ہیں کہ legislation کیسے ہوتی ہے۔ ہم نے bulldoze ہوتے ہوئے دیکھے ہیں۔ جناب نے ملتان سے سفر شروع کیا، آپ چکری کے قریب تھے تو آپ نے مجھے فون کیا کہ چیئرمین سینیٹ اور جناب قائد ایوان سے یہ کہیں کہ State Bank والی Legislation اگر لانی ہے تو وہ دو گھنٹے بعد لے آئیں، دھند بہت ہے مجھ سے پہنچا نہیں جارہا۔ آپ کو یاد ہے؟ میں نے lobby میں جا کر آپ کا فون سنا۔ جناب والا! اتنی بات کرنی تھی، وہ شاید واقعی دو گھنٹے بعد لاتے، انہیں سمجھ آئی کہ ایک ووٹ کا فرق ہے۔ پانچ منٹ میں وہ Bill یہاں پر آگیا تھا اور آناً فاناً بجلی کی تار میں کرنٹ اس رفتار سے نہیں آتا جس رفتار سے وہ قانون پاس کیا گیا تھا۔ آپ ہمیں سبق دیتے ہیں؟ ہمیں پڑھاتے ہیں کہ کس طرح ہوتا ہے، خدا کے لیے اپنے دامن میں بھی تو جھانکیں۔ Joint Sitting میں ہوا، پوری Joint Sitting میں ایک طوفان برپا ہوا، اس وقت پارلیمانی امور کے جو مشیر تھے وہ کھڑے ہوئے انہوں نے کانوں پر headphone لگائے، اس کے بعد باون قوانین کوئی 63,64 minutes میں پاس کروائے، انہوں نے کہا approved, pass, pass, pass, aye اور آوازیں وہیں کی وہیں رہ گئیں۔ جناب! یہ نہ کریں۔ آپ جو کریں وہ ٹھیک ہے، آپ کا کتا tommy ہے اور ہمارا کتا کتا ہے۔ یہ نہیں چلے گا، یہ تاریخ میں لکھی ہوئی باتیں ہیں۔ میرے ملک کی تاریخ میں ایسا کب ہوا ہے؟ ایک بار صوبائی اسمبلی میں ہوا تھا، بلوچستان ہائی کورٹ نے اس پر سو صفحوں کی judgment لکھی کہ جب no confidence motion آجاتی ہے، آپ اسمبلی تحلیل نہیں کر سکتے۔ آپ نے ایک وزارت عظمیٰ بچانے کے لیے پوری قومی اسمبلی تحلیل کر دی اور پھر سپریم کورٹ نے آپ کے منہ پر مارا، انہوں نے قومی اسمبلی کو بحال کیا۔ کوئی ایک کام ہو تو میں

بتاؤں، جگہ جگہ پر اور یہ تاریخ میں چیزیں لکھی ہوئی ہیں، آپ کہیں فلاں نہیں ہوا، فلاں نہیں ہوا یہ نا چھیڑا کریں، اس صورت میں یہ باتیں بہت لمبی جاتی ہیں۔ رہی بات ہم نے opposition نہیں دیکھی، ہم نے اقتدار لیا بھی ہے اور اقتدار چھوڑا بھی ہے۔ میاں نواز شریف کے وزارت عظمیٰ کے دن اور ان کے جیل اور جلا وطنی کے دنوں میں فرق نکالنا پڑے تو شاید جیل، جلاوطنی زیادہ ہو، سیاسی جماعتوں نے جدوجہد کرکے یہ مقام حاصل کیے ہیں، آپ کو ابھی سال میں ہی پریشانی شروع ہو گئ ہے۔ میں کئی بار یہ کہہ چکا ہوں 2018 سے لیکر 2022 تک ساڑھے تین سالوں میں شاید ہی کوئی دن ہو جس دن میں صبح اٹھا ہوں اور میں سیاسی اسیر کے مقدمے میں پیش نہیں ہوا۔

جناب والا! پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کا کون سا بندا تھا، اسیر سر فہرست، جو جیل میں نہیں تھے؟ جن پر مقدمے نہیں ہوئے، ہمارے سب سے معصوم نوجوان رہنماء عرفان صدیقی صاحب ہیں انہیں بھی نہیں چھوڑا، انہیں کرائے داری پر پکڑ کرلے گئے، کمال ہو گیا اور آج ہمیں sermon دیے جا رہے ہیں۔ یہ چھوڑیں ہم آج بھی آپ کو کہتے ہیں، آپ کا share آپ کے نمبرز کے مطابق بنتا ہے۔ مجھے بتائیں کہ آج تک کبھی یہ formula change ہوا ہو کہ آپ کی Committees کی جو تعداد ہے وہ آپ کی تعداد سے دگنی ہو گی، بالکل نہیں ہو سکتا اگر وہ 4.5 ممبر پر ایک کمیٹی ہے تو ظاہر ہے تحریک انصاف والوں کو بھی وہی ملنی ہے اور سنی اتحاد کونسل کو بھی same formula پر ہی ملنی ہے۔ مجھے تو یہ بھی confusion رہتی ہے یہاں پر کون سا نام لیا جائے؟ وہی مسلم لیگ (ن) کو share ملے گا، وہی پاکستان پیپلز پارٹی کو، وہی اے این پی کو، وہی MQM کو اور JUI کو بھی وہی share ملے گا کیوں کہ ہم سب نے اپنی تعداد کے مطابق کمیٹیاں لینی ہیں۔ یہ کہنا کہ ہم boycott کرتے ہیں، آپ boycott کریں ضرور کریں۔ شیری رحمان صاحبہ نے بالکل درست کہا ہے، آپ نے پہلے خودکشی کرکے دیکھ لی ہے، آپ ہمیں خودکشی کے بارے میں سنا رہے تھے، جمہوریت کی خودکشی تو آپ نے خود کی ہوئی ہے۔ جب آپ قومی اسمبلی یک مشت خالی کرکے چلے گئے اور بعد میں خیال آیا کیا ہو گیا؟ تاریخ سے ایک دوسرے کو سبق ضرور سکھائیں لیکن یہ جو introspection ہے اسے مل کر کریں۔ آج ملک کو سیاسی مفاہمت کی ضرورت ہے اور سیاسی مفاہمت کے لیے بیٹھ کر مسئلے حل کرنے کی ضرورت ہے، میں ہمیشہ کہتا ہوں dialogue کے ذریعے مسئلے حل کریں، اونچی آواز سے مسئلے حل نہیں ہوں گے اور دھمکیاں دینے

سے مسئلے حل نہیں ہوں گے یہ کہنا ٹھیک ہے پھر ہم جا رہے ہیں۔ میں آپ کو بتاؤں کوئی پارٹی اور کوئی شخص indispensible نہیں ہے، نظام چلتا رہتا ہے، جانے والے چلے جاتے ہیں، رکنے والے رک جاتے ہیں اور وہی نظام چلاتے ہیں۔ خدارا! چیزوں کو ایک Committee پر، ایک Committee پر پتا نہیں وہ کیا وجہ ہے، اس ایک issue پر آپ اتنی باتیں نہ کریں، معاملے کو چلانے کی کوشش کریں۔ جو طے ہو کر آپ کو باقی چیزیں دی ہیں، مجھے پتا ہے میں بات نہیں کروں گا۔ Leader of the House آپ کی insistence پر دو قدم پیچھے ہٹے۔ میرے دونوں Parliamentary Leaders بیٹھے ہیں، آپ نے کہا تھا ایک دو Committees ہمیں ضرور چاہیں، انہوں نے کہا ہم اپنے حصے سے چھوڑ دیتے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں وہی عرض کرنا چاہتا ہوں چھوڑ دیں، یہ چھوٹی باتیں ہیں، مفاہمت سے آگے چلیں، مسئلے اسی طرح حل ہوں گے۔ جناب والا! میری یہ request ہے کہ اب House Business لیا جائے۔

جناب چیئرمین: میری Leader of the Opposition and PTI کے Parliamentary Leader سے request ہے، آج Leader of the House آجائیں گے، آپ سب ساتھ بیٹھیں، جس کو اگر کوئی issue ہو۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! یہ ہو چکا ہے، کل صبح ہمیں آپ پھر بلا لیں، آپ کی چائے کی تاثیر بڑی اچھی ہے۔ ہم سارے آجائیں گے اور پھر بیٹھ جائیں گے۔ انہوں نے چائے پر بلایا ہے جی۔

جناب چیئرمین: Minister for Energy آئے ہوئے ہیں۔ یہ آپ کا subject ہے۔ He has to go for a meeting. اگر آپ Energy Minister کو سننا چاہیں تو وہ آپ کے لیے آئے ہیں۔

<u>Senator Syed Ali Zafar</u>

سینیٹر سید علی ظفر: میرا صرف ایک سوال تھا کہ Leader of Peoples Party اگر ادھر تھیں تو کیا میں اس meeting میں موجود تھا جہاں یہ فیصلہ کیا گیا اور اگر وہ یہ کہہ رہے ہیں

تو بڑا clearly میرا point یہ تھا کہ اگر بات چیت کرکے یہ ہو جاتا تو گفتگو اور dialogue سے بڑی چیزیں solve ہو جاتی ہیں اور بڑی positions clear ہو جاتی ہیں۔ لیکن چونکہ یہ bulldoze کرنے کی کوشش ہے، جیسے کہ ابھی legislation bulldoze کرنے کی کوشش کی جائے گی جس کو ہم روکیں گے۔ اسی طرح کمیٹیوں کو bulldoze کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اسی لیے ہم نے یہ objection کی ہے اور آپ نے بڑی درست ruling دی ہے اور آپ نے کہا ہے کہ فی الحال کمیٹیوں کا معاملہ رک جائے جب تک ہم بیٹھ کر ان سے بات چیت نہ کریں۔

تو یہ بڑی اچھی بات ہے۔ آئین شکنی کی بات کی گئی تھی۔ میں صرف دو تین incidents بتانا چاہتا ہوں کیونکہ ان cases میں میں موجود تھا۔ جناب چیئرمین! جیسا کہ آپ کو پتا ہے کہ آئین بہت واضح ہے اور کہتا ہے کہ آپ نے ہر صورت میں نوے دن کے اندر elections کروانے ہیں، ہر صورت میں اور سپریم کورٹ نے دو بار یہ judgement بھی دے دی لیکن میرے against اس وقت کون کھڑا تھا جو کہہ رہا تھا کہ نہیں، یہ elections نوے دن میں نہیں ہو سکتے، ہم elections نہیں کروائیں گے۔ وہ کون تھے؟ وہ ہمارے PML(N) کے representatives, ہمارے پیپلز پارٹی کے representatives. اور پھر کیا ہوا، آئین شکنی کی گئی۔ کس نے کی؟ یہ آپ کے سامنے ہے۔

Reserve seats کا معاملہ دیکھیں۔ Reserve seats کا issue بڑا simple ہے۔ آئین کہتا ہے کہ reserve seats آپ کو proportionate ملتی ہیں۔ یہ لوگ جس آئین شکنی کی بات کرتے ہیں تو higher pedestal پر یہ نہیں ٹھہر سکتے۔ اگر میرے سے بحث کرنا چاہیں گے تو ان کو میں پندرہ instances بتا دیتا ہوں جو میرے سامنے ہیں، کیونکہ میں تو ان cases میں وکیل تھا۔ بڑا واضح ہے۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Parliamentary leader for PML(N). Leader of the House is not here. Let him come, then you can meet him.

Senator Irfan -ul-Haque Siddique

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ ایک تو جو ابھی علی ظفر صاحب نے کہا ہے کہ آپ نے کوئی ایسی ruling دی ہے کہ جو کمیٹیوں کی تشکیل کا یا الیکشن کا جو process ہے، جو انہوں نے آپ کی گفتگو کو interpret کیا، کہ اس کو روک دیا جائے۔

جناب چیئرمین: نہیں، میں نے ایسا نہیں کہا۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: آپ نے نہیں کہا۔ بہت شکریہ۔ ایک تو یہ clarification چاہیے تھی۔ دوسرا جناب انہوں نے یہ کہا کہ۔۔۔

Mr. Chairman: I have said that leader of the opposition can talk to the leader of the House in which they sit together. Today he will be coming back.

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: پھر وہ بیٹھ جائیں گے۔ وہ بیٹھیں but the process continues.

جناب چیئرمین: تو اب آپ کس issue پر بات کرنا چاہ رہے ہیں؟ ہم agenda کے مطابق چل رہے ہیں۔ میں آپ کو وقت دیتا ہوں۔ میں دیتا ہوں۔ لاء منسٹر صاحب! آپ agenda کے مطابق آئیں۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: جی agenda کے مطابق آجاتے ہیں۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Order No 14. Minister for Energy. Calling attention Notice by Saifullah Abro.

کیونکہ منسٹر صاحب کو جانا ہے اور پھر بعد میں problem ہو جائے گا۔

Calling Attention Notice raised by Senator Saifullah Abro regarding the expected installation of three new power plants (2100 MEGAWATTS) with a loan amounting to USD 4.5 Billion

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: بہت شکریہ۔ چیئرمین صاحب! آج نہایت خوشی کا دن ہے کہ میں نے پچھلے دو تین ہفتہ میں کم از کم دس بارہ Calling Attention Notices and Motion under Rule 218 یہاں submit کیں تھیں۔ لیکن لگتا ایسے ہے کہ کل جیسے کمپیوٹر نے کمیٹیاں اٹھائیں، تو اسی طرح شاید آج کمپیوٹر نے اس Calling Attention

کو بھی اٹھالیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ جو بھی ایسے Calling Attention Notice ہوتے ہیں وہ ملک کے اور societies کے issues پر مبنی ہوتے ہیں۔ ابھی پتا نہیں لیکن لگتا ایسا ہے کہ اس وقت بھی سینیٹ کا جو سٹاف یا employees ہیں، وہ شاید ابھی بھی پچھلے چھ سالہ دور سے نہیں نکل پائے ہیں جہاں pick and choose basis پر اجلاس کا agenda دیا جاتا تھا۔ میرے خیال میں جب آپ اکیلے بیٹھیں تو اپنے staff سے لازمی پوچھیں۔

میں نے Woman Bank کی جو illegal privatization ہو رہی ہے، previous cabinet میں، میں اس سلسلے میں PPP کے دوستوں سے بھی ملا ہوں۔ وہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا پاکستان کی خواتین کے لیے ایک تحفہ ہے۔ اس Caretaker Government نے Caretaker Cabinet سے ایک وہاں فیصلہ لیا کہ یہ UAE کی ایک private company کو---

جناب چیئرمین: یہ آپ کا Calling Attention Notice ہے۔ آپ اس پر آئیں کیونکہ منسٹر نے جانا ہے۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: جی میں اسی پر آرہا ہوں۔ ابھی منسٹر صاحب بیٹھے ہیں۔ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ last month کے end میں جو ہمارے P&D کے منسٹر ہیں جناب احسن اقبال صاحب، انہوں نے Chinese کے ساتھ جو CPEC کی کمیٹی ہے اس میں announce کیا اور یہاں آکر انہوں نے کہا کہ ہم پاکستان میں 2100 megawatts کے تین پاور پلانٹ لگانے جا رہے ہیں۔ اس motion میں جو cost لکھی گئی ہے وہ 4.5 billion rupees نہیں ہے بلکہ 4.4 billion dollars ہے۔

میرا سوال یہ ہے اور میں اس موضوع کو اس ایوان میں اس لیے لایا کہ پاکستان کے عوام کو اور اس ایوان کو یہ پتا ہونا چاہیے اور ان کو پتا بھی ہے۔ میں Senate Standing Committee on Power کا تین سال چیئرمین رہا ہوں۔ یہ سارے issues وہاں take up ہوئے ہیں۔ مجھے خوشی ہوتی اگر Power Department کا سیکریٹری یہاں موجود ہوتا، جو آج نہیں ہے۔ میں اس کا background اور history آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔

جناب! پاکستان میں installed capacity 44945 megawatts ہے۔

جناب چیئر مین: منسٹر صاحب تو بیٹھے ہیں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: جی جناب۔ اچھی بات ہے وہ بیٹھے ہیں۔ شاید ان کو بھی help out ہو جائے اور ہمیں بھی کوئی guideline مل جائے۔ تو پاکستان میں installed capacity 44945 megawatts ہے۔ جس میں سے functional capacity 42000 megawatts ہے۔ ہماری transmission lines کی capacity 26000 to 27000 megawatts ہے جو وہ برداشت کر سکتا ہے اور اس کی ترسیل کر سکتا ہے۔ اس وقت مئی کے آخر میں یعنی پچیس یا چوبیس مئی کو electricity demand تقریباً 25000 megawatts تھی اور جو 17000 megawatts generation ہوئی ہے اس میں 6000 megawatts کا shortfall ہے۔

اس میں IPP سمیت issue کیا تھا۔ اس میں issue یہ تھا کہ جب ہمارے پاس installed capacity تقریباً 45000 megawatts ہے تو پھر یہ shortfall نہیں ہونا چاہیے۔ اگر ہمارے پاس installed capacity تقریباً 45000 megawatts ہے تو پھر اس حکومت کو یہ 2100 megawatts کے بجلی گھر لگانے کی کیا جلدی ہے۔ اس وقت بھی 6000 megawatts کا shortfall ہے اور جناب، ہمارے اپنے power plants بند پڑے ہیں۔

GENCO جو کہ ایک public power sector ہے، وہ پورا بند پڑا ہے۔ میں اس سلسلے میں تمام documents ساتھ لایا ہوں۔ منسٹر صاحب نے آکر کہا ہے کہ یہ کون سے تین power plants ہیں؟ آزاد پتن، کوہالہ اور گوادر، جہاں کوئلے سے چلنے والا بجلی گھر ہے۔ جناب! کوئلے سے چلنے والے power plant اس وقت ہمارے پاس total 2100 megawatts ہے۔ اگر ہم public sector کے power generation plants چلائیں، جب میں GENCO-1 جام شورو، جس میں 700 megawatts سے زیادہ بجلی بنتی ہے۔ GENCO-2 گڈو ہے۔ گڈو تھرمل میں 2100 megawatts بجلی بنتی ہے۔ GENCO-3 مظفر گڑھ ہے جہاں تقریباً 1600 megawatts بجلی بنتی ہے۔ GENCO-4 لاکھڑا ہے جہاں 150 megawatts بجلی بن سکتی ہے لیکن اس کو جان بوجھ کر

بند کیا گیا ہے۔ اس کا اگلا point بہت interesting ہے۔ منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ انہوں نے چینی کمپنی سے بات کی ہے اور یہ ساڑھے چار ارب ڈالر loan لیں گے۔ آگے وہ لکھتے ہیں کہ ان کی previous payment 523 billion Pak rupees, اس کی انہوں نے ابھی demand کی ہے، ہم وہ نہیں دے پائے۔ بھائی جب آپ انہیں 523 billion Pak rupee نہیں دے رہے تو یہ ساڑھے چار بلین ڈالر قرض لے کر 2100 MW لگانے کے لیے آپ کو اتنی جلدی کیوں ہے؟ جب آپ کے پاس installed capacity 45000 MW ہے۔ بات واضح ہے کہ اس کا تعلق power generation سے نہیں ہے، کوئی اور چیز ہو سکتی ہے کہ ہمیں لازمی یہ plants لگانے ہیں۔ ہاں! اگر اس 45000 MW جو ہمارے پاس available sources ہیں، ہم ان کو rehabilitate کریں۔

جناب والا! Guddu Thermal واحد thermal ہے، پاکستان میں گیس کی domestic loadshedding ہوتی ہے، گڈو تھرمل واحد تھرمل ہے جہاں gas surplus ہے، اسے گیس کندھ کوٹ PPL سے ملتی ہے، جان بوجھ کر گڈو تھرمل کو، public power sector کو اس وجہ سے بند کیا جا رہا ہے۔ میں پورے ایوان میں یہ بھی وضاحت کر دوں، میں یہ بات کسی پارٹی کے behalf پر نہیں کر رہا، یہ ملک کا issue ہے، کسی کو بھی اسے دل پر نہیں لینا چاہیے۔ Actually افسوس یہ ہے کہ overall Power Division, energy sector کی جو management ہے اور وزیر صاحب نے بھی بار بار اس چیز کو highlight کیا ہے، میں تو اس چیز کو appreciate کرتا ہوں کہ وہ خود بھی Power Division کے officials سے نالاں ہیں اور خاص طور پر DISCOs کی کارکردگی سے۔ بات یہ ہے کہ اس کے بعد کہتے ہیں ہم نے Chinese companies کے ساتھ agreement کیا ہے کہ وہ نئی policy introduce کریں کہ imported coal پر جو power plants ہیں انہیں ہم local coal پر لے آئیں اور آگے لکھتے ہیں کہ ایک بلین ڈالر سال میں بچے گا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر ابھی آپ اتنے سالوں کے بعد اس بات پر آگئے ہیں تو پھر آپ لوگوں نے لاکھڑا تھرمل کو کیوں بند کیا؟ اس ایوان کی کمیٹی 2018 to 2021 میں سینیٹر نعمان وزیر صاحب کی سربراہی میں sub-committee بنی تھی، اس نے report دی تھی کہ

330 MW کے two power plants لاکھڑا میں لگ سکتے ہیں۔ لاکھڑا کے ساتھ جو local coal mine ہے جو اٹھارہ کلومیٹر پر ہے۔ اس وقت تک حکومت پاکستان نے جس کی بھی حکومت آئی کسی نے بھی، Power Division کے officials پر یہ ذِمہ داری تھی کہ وہ proposal دیتے، انہوں نے نہیں دی۔ لاکھڑا میں گیس available ہے، اس کو بند کرنے جا رہے ہیں تاکہ وہ گیس river کے اُس side پر ENGRO Company کو دی جائے۔ جناب والا! یہ ظلم ہے، ہمارے ملک کے ساتھ کہ ہمارے public power sectors بند ہوتے جائیں اور اس ایک private fertilizer company میں ان لوگوں کے shares ہیں جو ہر پارٹی میں بیٹھتے ہیں، کسی خاص پارٹی کی بات نہیں ہے، ہر پارٹی کی حکومت میں ان کے shareholders آکر بیٹھ جاتے ہیں۔ ان کا پورا focus ہے کہ گڈو تھرمل کی گیس ENGRO Power Plant کو دی جائے۔ جناب والا! میں تو سمجھتا ہوں کہ بڑا مسئلہ یہ ہے کہ جب IPPs کے ساتھ agreements کیے گئے، یہ جو energy crisis ملک میں ہے، یہ ساری reports ہیں۔ ہمارے Caretaker Minister محمد علی صاحب تھے، ان کی سنیں، ابھی وزیر صاحب بیٹھے ہیں، اس سے پہلے وزیر صاحب آئے، سب کی ایک ہی چیز ہے کہ جب تک IPPs کے ساتھ یہ agreements ختم نہیں ہوتے، یہ circular debt ختم نہیں ہو گا، پاکستان میں جو یہ daily price inflation ہوتی ہے، یہ بھی ختم نہیں ہو گی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ IPPs کے ساتھ agreements کیے گئے کہ اس کا rate dollars میں ہو گا اور اسے capacity payment ہو گی۔ آپ آج جو دیکھ رہے ہیں کہ 17000 MW generation ہے لیکن ہم ان companies کو payment 45000 MW کی کر رہے ہیں، یہی ملک کے ساتھ ظلم ہے۔ میں پچھلے دس سالوں کے figures آپ کو بتاتا ہوں کہ power generation کے 9500 charges billion ہیں جبکہ capacity payment 8900 billion ہے، جناب! تقریباً 100% ہم highest payment دے رہے ہیں۔ حل یہی ہے کہ جب IPPs کے agreements ختم ہوں گے۔ افسوس یہ ہوا کہ 1996 میں جب پہلی IPP بنی تھی وہ KEPCO تھی، 1994 کی policy سے پہلے، 1996 KEPCO میں start ہوا، اس کا

agreement 2021 تک تھا، اس کی capacity 1600 MW ہے۔ بجائے اسے ختم کریں، اس کو extension دی گئی، یہ اس ملک کے ساتھ ظلم ہے۔ بجائے ہمیں IPPs کو ختم کرنا چاہیے، ان کے time کا انصاف کرنا چاہیے، یہاں ہم 2100 MW کا اور پھندہ اپنے گلے میں ڈالنا چاہتے ہیں، یہ ہمیں نہیں ڈالنا چاہیے۔ کسی بھی level پر ملک اسے کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ ہاں! اگر آپ واقعی سمجھتے ہیں کہ بجلی نہیں ہے، یہ diagram Power Division کا ہے، 21000 MW hydel, public power companies سے بنا سکتے ہیں، ہمیں IPPs سے جان چھڑانی چاہیے، بجائے ہم یہ power plant لگا کر، hydel پر جانا چاہیے۔ ہم بلاوجہ ایسے کام کیوں کرنے لگے ہیں۔

جناب والا! میں تو اس نتیجے پر پہنچا ہوں، دوستوں کو تکلیف نہ ہو، ہمارے GENCOs چار ہیں، تین سندھ میں ہیں، یہی بڑی وجہ ہے کہ وہ سندھ میں locate کرتے ہیں جس کی وجہ سے انہیں rehabilitate نہیں کیا جاتا۔ Jamshoro GENCO-1, Guddu GENCO-2, Lakhra GENCO-4، اگر یہ پنجاب میں ہوتے تو یہ rehabilitate ہو جاتے۔ سندھ کی وجہ سے ان کی مخالفت کر کے انہیں بند کیا جا رہا ہے وہ feasible بھی ہیں۔ Jamshoro power plant RFO پر ہے، RLNG بھی ہے، اسے یہ جان بوجھ کر furnace oil پر چلاتے رہے ہیں کہ نقصان میں دکھا کر اسے بند کرنا ہے۔ اگر اسے RLNG پر چلاتے تو ایک چیئرمین NEPRA Mr. Tauseef نے ہماری کمیٹی میں آکر admit کیا تھا کہ بالکل صحیح ہے، ہم سے ماضی میں یہ غلط فیصلہ ہوا ہے، اگر ہم RLNG پر چلاتے تو اس کی cost Rs. 14 per unit ہوتی instead of Rs. 30. جناب والا! پورے ملک میں اس وقت ایک بہانہ بنایا جا رہا ہے کہ theft of electricity, بے شک ہے، چار سو، پانچ سو بلین ہے، جو theft capacity payment کی مد میں ہو رہی ہے، جو circular debt میں آ رہی ہے، ہمیں اسے بند کرنا چاہیے۔ ہم اسے تب بند کریں گے جب یہ IPPs ختم ہوں گی، بجائے IPPs کے time کو ختم کرنے ہم 21000 MW کا اور نیا لگانے لگے ہیں، کس شوق میں؟

جناب چیئرمین: ابڑو صاحب! دس منٹ سے زیادہ وقت ہو گیا ہے۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: جناب والا! یہ پاکستان کا issue ہے۔

جناب چیئرمین: بارہ منٹ ہو گئے ہیں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: جناب والا! میں conclude کرتا ہوں۔ جناب والا! یہ power plants نہیں لگنے چاہییں۔ ہمارے پاس hydel میں بھی scope ہے، ہمیں اس پر جانا چاہیے۔ یہ ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کا issue ہے، ہم تو تباہ ہو رہے ہیں، ہماری آئندہ نسل کبھی بھی survive and face نہیں کر سکے گی۔ میں وزیر صاحب کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں، میرے خیال میں وہ اس بات کو endorse کریں گے، حالت یہ ہے، حکومت جس کی بھی ہو، 2013 سے 2018, 2018 سے 2021, 2021 سے 2024, GENCOs کے CEOs نہیں ہیں، CPP ایک آدھ، CEO نہیں ہے، NTDC کا MD نہیں ہے، آپ power sector کو کیسے چلائیں گے؟ جناب! power sector ایسے تباہ نہیں ہوا، power sector کے جو official لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، یہ ہم political لوگوں کو جان بوجھ کر گلے میں پھندا ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں، ہر حکومت کو use کرتے ہیں، ہمیں ان کا احتساب کرنا چاہیے، ان سے policy بنانی چاہیے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. Minister for Power.

<u>Sardar Awais Ahmed Khan Leghari, Minister for Power</u>

سردار اویس احمد خان لغاری (وزیر برائے پاور): شکریہ، جناب چیئرمین! میں پچھلی مرتبہ جب ایک calling attention notice کے جواب کے لیے اس ایوان میں آیا تھا تو آپ موجود نہیں تھے۔ آپ کے الیکشن کے بعد آج میرا پہلا موقع ہے تو آپ کو بہت مبارک ہو to be elected as Chair of this House.

جناب چیئرمین: خیر مبارک۔

سردار اویس احمد خان لغاری: جناب والا! میں معزز سینیٹر صاحب کا بھی بہت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ چیزیں ایوان کے سامنے رکھی ہیں۔ حقیقت ایسے نہیں ہے، power sector اس سے ذرا زیادہ پیچیدہ ہے، اتنے simple ways of analyzing and reaching to conclusions نہیں ہیں۔ میں آپ سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ اس چیز کو سمجھنے کے لیے میں نے کل قومی اسمبلی میں بھی سپیکر صاحب کو گزارش کی، آپ سے بھی گزارش کروں گا کہ آپ کے لیے جب بھی convenient ہو، میں یہاں آ کر power

sectorکے تین sub-sectors ہیں، ایکgeneration ہے، ایک transmission ہے اور ایک distribution ہے، تینوں sub-sectors کی مختلف problems ہیں اور کئی problems ایسی ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ intertwined ہیں۔ So transmission کی constraints کی وجہ سے سستی generation dispatch نہیں ہو سکتی اور ایک ایک مہینے میں بیس بیس ارب روپے سستی بجلی available ہونے کے باوجود آپ زیادہ مہنگے plantsکو اٹھا رہے ہوتے ہیں because مٹیاری، رحیم یار خان کی transmission line جس پر آج سے دس سال پہلے investment ہونی چاہیے تھی، کوئی بھی حکومت آج تک وہ نہیں کر سکی۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ کسی دن یہ موقع ضرور عنایت فرمائیں تاکہ میں تمام معزز ممبران کے benefitsکے لیے باقاعدہ presentation دوں۔ میں آپ سب سے گزارش کروں گا کہ معزز ممبران کو بھی اجازت دیں کہ اپنے ساتھ energy economists, financial modeling کرنے والے اور legal experts لے کر آئیں، ہم اپنے experts لا کر آپ کو simple way میں تمام چیزیں explain کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب والا! میں آج کے موضوع کی طرف آتا ہوں اور میں apologize کروں گا اگر میں بھی پانچ منٹ لے لوں۔ میں کوشش کروں گا کہ میں پانچ منٹ سے زیادہ وقت نہ لوں۔ جناب! آپ دیکھیں کہ انہوں نے جن 3 plants کا ذکر کیا، اس trip پر کوئی معاہدہ نہیں ہوا، ان کی یہ غلط فہمی اور misinformation ہے۔ یہ 2015 میں CPEC framework میں two hydel run of the river projects and one coal based project کو گوادر کے لیے approve کیا گیا تھا، in the CPEC framework at that time. ان کی کچھ feasibilities run ہونی تھیں، ان کی کچھ insurance کی arrangements ہونی تھیں، ان کا tariff determine ہونا تھا۔ اس وجہ سے ان projects کا financial closure نہیں ہوا اور یہ جس کی وجہ سے ابھی تک system میں نہیں آئے، اگر ان کا financial closure آج بھی ہو جائے تو ہمارے اندازے میں ابھی سال ڈیڑھ سال اور لگے گا۔ اس financial closure کے بعد ان projects کی اگلے 6 سے

7 سال کے اندر آپ کے system میں ان کی بجلی enter ہو گی۔ جب یہ بجلی enter ہو گی اس وقت آپ کی demand and supply کا کیا scenario ہو گا؟ اس کا ایک خاص طور اور طریقہ ہے جس کو انگریزی abbreviation میں IGCEP کہتے ہیں، IGCEP مختلف economic حالات اور آپ کی demand projection کو سامنے رکھ کر اگلے دس سال کی planning کرتا ہے کہ آپ کو اس سال اور بجلی کی ضرورت ہو گی، اس سال اتنی اور مزید بجلی ضرورت ہو گی اور اس سال system میں بجلی کا اتنا اور اضافہ کیا جائے گا یہ خرید کے، اس کی planning پہلے سے ہوتی ہے۔

جناب! پاکستان کی مصیبت یہ ہے کہ آج سے پہلے 20 یا 25 سال میں جتنی planning ہوئی، ہماری projections 5% and 6% economic growth کی basis پر base کرتی تھیں۔ Power demand economic growth کے ساتھ strongly correlated ہے۔ ایک چیز demand materialization ہوتی ہے، demand materialization نہیں ہوئی، آپ کی capacity بڑھ گئی، آپ نے استعمال نہیں کیا، یہ 45000 megawatts پڑے ہوئے ہیں، کوئی استعمال نہیں کر رہا تو اگلوں پر اس کا اثر آئے گا۔ کونسا investor ہو گا جو 45000 megawatts کے plants لگائے گا اور کہے گا کہ میں نے پیسا لگا دیا ہے، آپ کا جب دل کرے، اس کو 10 سال بند رکھو اور جب آپ کا دل کرے اس کو on کر دو۔ اس قسم کا system نہیں ہوتا تو ہم آپ کو پورے طریقے سے explain کریں گے۔ یہ 3 projects مکمل طور پر justified ہیں، ان کا rate اور بجلی کا rate آج کل آپ کے pool rate سے بہت بہتر ہے۔

جناب! اس میں Foreign Exchange کا element ہے کہ گوادر کے صرف coal plant کے علاوہ دونوں hydel plants کے اندر you do not get to spend anything on fuel cost by importing expensive or inexpensive fuels تو آپ کے Foreign Exchange پر بہت زیادہ relief آئے گا جب یہ projects سات اور آٹھ سال کے بعد آپ کے system میں بجلی enter کریں گے۔

جناب! انہوں نے دوسری بات generation companies کی کی ہے، لاکھڑا، GENCO-1 and GENCO-2 کا بیڑہ غرق ہے، وہ plants operational ہی نہیں ہیں۔ سوائے نندی پور اور گڈو کے آپ کے باقی سارے plants are trash اور ان trash کی صرف شکل دیکھنے کے لیے ساڑھے سات ارب روپے سالانہ تنخواہ لینے والے ملازمین کو برداشت کیا ہوا ہے اور ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ان employees کو pension benefits دے کر اگلے چھ ماہ میں we are getting rid of them and selling those plants as probably trash. کیونکہ ان کی کوئی value نہیں ہے۔ ہم نے ہر چیز کی assessment کر لی ہے، transmission system میں faults ہیں، ان شاء اللہ وہ بھی دور کریں گے اور آپ اگلے دو، تین سال میں اس Power sector کو اپنی عقل و فہم کے مطابق revive کر کے جائیں گے۔

جناب! Distribution companies کے اپنے problems ہیں، وہاں سے revenues generate نہیں ہوتے، بجلی کی چوری ہے، theft ہے، gaps ہیں، holes ہیں that need to be plugged. ہم اس پر holistically کام کریں گے۔ میں آپ کے سامنے confidence سے کہہ رہا ہوں کہ ان شاء اللہ،
you will see a revived and a new power sector within the near future.

Mr. Chairman: Thank you.

(Interruption)

جناب چیئرمین: It is talked out. اس کا procedure follow کیا گیا، this is not question hour. وہ presentation دینا چاہتے ہیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! آپ براہ مہربانی business لے لیں کیونکہ legislative business رکا ہوا ہے۔

Mr. Chairman: Please, take your seat. Senator Azam Nazeer Tarar please move the motion.

Motion under Rule 263 for dispensation of Rules

Senator Azam Nazeer Tarar: I wish to move under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the requirement of Rule 120 of the said Rules, be dispensed with in order to take into consideration the Bills at Order Nos. 4 to 11, as passed by the National Assembly.

Mr. Chairman: I put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Order No.4 Senator Azam Nazeer Tarar Sahib, please move Order No.4.

Consideration and Passage of the Pakistan Broadcasting Corporation (Amendment) Bill, 2024

Senator Azam Nazeer Tarar: I wish to move that the Bill further to amend the Pakistan Broadcasting Corporation Act, 1973 [The Pakistan Broadcasting Corporation (Amendment) Bill, 2024], as passed by the National Assembly, be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: I put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Second reading of the Bill, we may now take up second of the Bill that is Clause by Clause consideration of the Bill. Clauses 2 to 2-A and Clauses 3 to 9, there are no amendments in Clauses 2 to 2-A and Clauses 3 to 9 so, I put these Clauses as one question. The question is that Clauses 2 to 2-A and Clauses 3 to 9 do stand part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clauses 2 to 2 A and Clauses 3 to 9 stand part of the Bill. Clause 1 the Preamble and the Title

of the Bill, we may take the Clause 1 the Preamble and Title of the Bill…

یہ ہو جائے تو آپ بعد میں بات کر لیں۔ جی سینیٹر سید شبلی فراز صاحب۔

سینیٹر سید شبلی فراز: اس میں یہ طے ہوا تھا اور جس میں شیری رحمان صاحبہ نے بھی agree کیا تھا۔ ہم نے Law Minister صاحب سے کہا تھا اور argument یہ ہوا تھا کہ اگر قومی اسمبلی میں ایک bill pass ہو جاتا ہے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ automatically Senate سے بھی pass ہو جائے، اگر ایسا ہے تو پھر ایوان کی کوئی گنجائش نہیں بنتی۔ ہم نے یہ respective standing committees کو بھیجنا ہے، یہ قوانین ہیں، کوئی مذاق نہیں ہو رہا، یہ ملک کے مستقبل کی بات ہے۔ اس میں due diligence ہونی چاہیے، اس میں discussions ہونی چاہئیں۔ ہمارے Senators چاہے وہ Treasury benches کے ہیں یا حزب اختلاف کے ہیں، وہ اپنا input دیتے ہیں اور ایک بہتر law بنتا ہے لیکن یہ with an argument 11th hour پر لایا جاتا ہے کہ ابھی پرسوں بجٹ آ رہا ہے۔ جناب! Last minute میں چیزیں لا کر ان کو پھر ایسے bulldoze کیا جاتا ہے۔ میرے خیال میں ہمیں اس کا حصہ نہیں بننا چاہیے۔ جناب! میں آخری چیز کہنا چاہتا ہوں۔ یہ مجھے جھوٹ بولنے کا طعنہ دیتے ہیں کہ اس دن Business Advisory Committee میں انہوں نے خود کہا تھا اور آپ بھی موجود تھے، پیپلز پارٹی کی پارلیمانی لیڈر بھی موجود تھیں اور PML(N) کا پارلیمانی لیڈر بھی موجود تھا۔ انہوں کہا تھا کہ آج آپ کے desk پر یہ bills پڑے ہوں گے، جناب! یہ جمعہ کے دن بات ہوئی تھی اور آج منگل ہے۔ آج ایک بج کر چونتیس منٹ پر میرے دفتر میں یہ bills آئے، اب آپ بتائیں کہ what is this?

Mr. Chairman: Yes, Minister for Law.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! میں عرض کروں گا اور اپنے معزز ایوان کو یہ بتاؤں کہ پہلی بات یہ ہے، یہ Order of the Day پر ہے، یہ supplementary agenda میں نہیں آیا۔ یہ bills کل سے upload ہو چکے ہیں اور یہ چاروں Laws website پر available تھے جب سے ایوان کی کارروائی شروع ہوئی ہے تو ان کی copies موجود ہیں۔ یہ پہلا بل ہے اس کی amendments ہیں، نئے laws نہیں بن رہے ہیں، دوسرا بل ہے اس کی

amendments ہیں، تین تین amendments ہیں، مقصد یہ ہے کہ جناب ہم کہتے تو ہیں کہ IMF یہ کہہ رہا ہے، IMF وہ کہہ رہا ہے، IMF کیوں کہتا ہے۔ وہ ہمیں یہ نہیں کہتے کہ آپ اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹیں۔ کچھ چیزوں پر وہ یہ کہتے ہیں کہ آپ best practices and good governance اپنائیں اور best practices کے لیے وہ کہتے ہیں کہ آپ کی جو State Owned Enterprises (SOEs) ہیں ان کو آپ uniformity دیں اور حکومتی کنٹرول ان سے قدرے کم کریں۔ جناب Secretary of the Division جس کے under Board ہوتا ہے چاہے وہ Radio Pakistan کا ہے یا NHA کا ہے، وہ اس کے CEO کو ہٹائے، اس کے Directors کو ہٹائے، انہیں دوبارہ رکھے، انہیں اوپر نیچے کر دے، یہ اختیار تھا۔ پچھلے سال پارلیمنٹ نے SOE Act (State Owned Enterprises Act, 2023 pass کیا اور اسے widely appreciate کیا گیا۔ Papers میں articles آئے، لوگوں نے اور corporate sector نے کہا کہ آپ نے اچھا کیا ہے۔ SECP کی جو requirements ہیں ان کے مطابق ہوا۔ جناب State Owned Enterprises کے جو سارے Boards ہیں یہ ساری کمپنیاں ہیں under the Companies Laws اور انہیں وہی نظام اپنانا ہوتا ہے صرف فرق یہ ہے کہ یہاں پر shares individuals کی بجائے State or Government کے زیادہ ہیں تو کیا حکومت کو best practices and good governance نہیں اپنانی چاہیے۔ کیا Boards کو independence نہیں دینی چاہیے کہ وہ اپنے فیصلے کرے۔ پہلے with one stroke of pen Prime Minister CEO لگا دیتا تھا، SOE Act نے کہا کہ Board of Directors اس کا انتخاب کرے گا جو ساری کمپنیوں میں ہوتی ہیں۔ جناب یہ چار ایسے Acts ہیں جو کہ بجٹ سے پہلے انہوں نے move کیے، Caretaker Governments تھیں، ظاہر ہے اس میں legislation نہیں ہو سکتی تھی۔ یہ Ordinances تھے جو کہ lapse ہو رہے تھے، یہ اسمبلی میں lay کر دیے گئے۔ یہ چاروں Ordinances آج سے تقریباً تین ہفتے پہلے اسی خادم نے یہاں پر lay کیے تھے for information to my learned brothers, علی ظفر صاحب بھی بیٹھے ہیں۔

جناب یہ laid ہیں، آپ ریکارڈ نکلوا لیں، یہ چاروں جس میں ریڈیو پاکستان کا، NHA کا، Shipping Corporation کا میں نے lay کیے ہیں اور اس دن بھی انہوں نے کہا کہ Ordinance آ رہا ہے، میں نے کہا نہیں، یہ قومی اسمبلی میں lay ہو چکے ہیں، وہاں پر Bills میں convert ہو گئے ہیں، آپ کو for information دے رہے ہیں، آج بھی دو for information دیں گے۔

جناب قومی اسمبلی میں کیونکہ Standing Committees نہیں تھیں جیسا کہ یہاں پر نہیں ہیں۔ سپیکر قومی اسمبلی نے اس کے باوجود کہا کہ ہم ایسا کرتے ہیں کہ بیٹھ کر اسے دیکھ لیتے ہیں۔ جناب انہوں نے ایک سپیشل کمیٹی بنائی جس میں گوہر خان صاحب PTI سے بھی تھے، جس میں PML (N) کے نمائندے بھی تھے، پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے نوید قمر صاحب تھے، MQM کی طرف سے امین الحق صاحب تھے، ہماری ایک بہن JUI (F) کی طرف سے ہیں، انہوں نے یہ کمیٹی بنا دی، انہوں نے اسے examine کیا۔ جناب اس میں کوئی rocket science نہیں ہے، یہ سادہ سی تین سے چار چار amendments ہیں۔

جناب چیئرمین: پہلے آپ نے یہاں پر lay کیے ہیں؟

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب یہ as it is Ordinances کی شکل میں for information کوئی تین ہفتے پہلے یہاں پر lay کیے گئے تھے، وہ Article 89 کی requirement ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے جناب کہ میں انہیں کوئی Para shooter بن کر نہیں لایا، میں نے یہ کل کے agenda میں ڈلوایا ہے۔

جناب چیئرمین: میں آج agenda کی تیاری کر کے آیا ہوں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جی جناب۔ پھر کچھ amendments تھیں جو وہاں پر آئیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب IMF جو بھی چاہتا ہے اس کا یہ مطلب یہ نہیں ہے کہ سینیٹ اپنا کام نہ کرے۔ IMF نے کہہ دیا کہ بغیر debate کے ایک law pass ہو جائے، یہ کسی کو بھی acceptable نہیں ہو گا۔ میرے خیال میں یہ بیان غلط ہے۔ جناب چیئرمین، اچھا قانون ہو گا، وزیر قانون صاحب درست فرما رہے ہوں گے کہ بڑا سادہ قانون ہے، صرف ایک ایک شق تبدیل کی گئی ہے لیکن میں ان کو یاد کراؤں کہ ایک لفظ سے بھی عدالتوں میں چار چار روز بحث ہوتی ہے۔

shall, or, and, the پر بھی بحث ہوتی رہتی ہے۔ ہر روز ہم عدالتوں میں بحث کرتے ہیں، اسی لیے کہا جاتا ہے کہ existing قوانین میں اگر ترامیم ہو رہی ہیں تو کمیٹی کو بھیج دیجیے جس طرح سے قومی اسمبلی نے سپیشل کمیٹی بنائی تھی، آپ بھی اس tradition کو قائم رکھیں، سپیشل کمیٹی بنا دیں، ایک دو دن سے ایسا کیا فرق پڑ جائے گا، کون سا اتنا طوفان آ جائے گا کہ یہ قانون آج ہی ایک منٹ میں پاس ہونا ہے۔ یہ سینیٹ کی اور ہر سینیٹر کی توہین ہے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر قانون صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب یہ کسی کی توہین نہیں ہے۔ اس طرح نہ کریں، ہر وقت opposition mode میں نہ رہا کریں، تھوڑا سا ملک کا بھی سوچیں۔ جناب یہ چاروں ہماری commitments ہیں، یہ ہماری State کی commitments ہیں، ہم وہ نہیں کریں گے جو ماضی میں ہوتا رہا کہ جب آپ نے tranche یا قسط لینی ہے پھر ہاتھ پاؤں کے انگوٹھے بھی لگا کر دے دیں اور اس کے بعد اس سے violate کر جائیں تاکہ ملک default کی طرف چلا جائے، یہ اس ملک میں ہوا ہے 2022 unfortunately میں ہم نے اپنی آنکھوں سے یہ سارا کچھ ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ وہاں پر deliberate ہونے کے بعد pass ہوا اور بھلے کی بات نہیں ہے لیکن میں یہ کہنا ضرور چاہوں گا کہ PTI کے دوستوں سے سپیکر صاحب کے چیمبر میں یہ سارا discuss ہوا، ان کے سامنے کمیٹی بنائی گئی، کمیٹی میں یہ deliberate ہوا، میں سپیکر قومی اسمبلی کی بات کر رہا ہوں اس کے باوجود انہوں نے وہاں آ کر کاپیاں پھاڑیں اور ہوا میں لہرا دیں۔ ہم اگر مخالفت برائے مخالفت کریں گے اور dictate کرنا چاہیں گے کہ ہم نے یہ نہیں ہونے دینا تو اس طرح نہیں چلے گا۔ جناب کل سے بجٹ کا اجلاس آ رہا ہے، legislative work نہیں ہوتا، بجٹ میں سارے مصروف ہو جائیں گے، میں نے یہ lay کر دیا ہے، آپ vote کروا لیں اور اسے passage میں لے کر جایا جائے۔ جناب نے reading کر دی ہے، میں نے تو اس لیے explain کیا کہ میں یہ بتا دوں کہ خدانخواستہ کوئی چوری یا ڈکیتی نہیں ہو رہی ہے، یہ good governance کے لیے چار قوانین ہیں۔۔۔۔

جناب چیئرمین: اسے last میں آنا تھا۔

We may now take up Clause 1, Preamble of the Title of the Bill. The question is that Clause 1 the Preamble of the Title do stand part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause 1 and Preamble of the Title, stand part of the Bill. Order No.5, Senator Azam Nazeer Tarar, please move Order No.5.

Senator Azam Nazeer Tarar: Sir, I wish to move that the Bill further to amend the Pakistan Broadcasting Corporation Act, 1973 [The Pakistan Broadcasting Corporation (Amendment) Bill, 2024], be passed.

Mr. Chairman: I put this motion to the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The Bill stands passed. Order No.6, Senator Azam Nazeer Tarar, please move Order No.6.

Consideration and Passage of the [The Pakistan National Shipping Corporation (Amendment) Bill, 2024]

Senator Azam Nazeer Tarar: Sir, I wish to move that the Bill further to amend the Pakistan National Shipping Corporation Ordinance, 1973 [The Pakistan National Shipping Corporation (Amendment) Bill, 2024] as passed by the National Assembly, be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: I put this motion to the House.

(The motion was carried)

جناب چیئرمین: جی شبلی فراز صاحب۔

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب چیئرمین! ہم Bill کے contents کو نہیں جانتے لیکن ہم کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ نے جو time دیکھے ہوئے ہیں تو آپ بتادیں کہ کیا clauses ہیں۔ جناب اس طریقہ کار سے ہمیں سخت اختلاف ہے، میرا خیال ہے کہ ملکی اداروں کے لیے جو فیصلے ہو رہے ہیں اس میں due diligence ہونی چاہیے، ہم as protest walkout کرتے ہیں۔

(اس موقع پر اپوزیشن اراکین نے ایوان سے walkout کیا)

Mr. Chairman: We may now take up second reading of the Bill i.e. Clause by Clause consideration of the Bill. Clauses 2 to 12. There is no amendment in the Clauses 2 to 12, so I will put these Clauses as one Question. The question is that Clauses 2 to 12 do stand part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clauses 2 to 12 stand part of the Bill. Now, we take up Preamble and the Title of the Bill. The question is that The Preamble and the Title, do stand part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The Preamble and The Title, stands part of the Bill.

شیری رحمان صاحبہ، آپ انہیں منوائیں۔ Senator Azam Nazeer Tarar may move Order No.7.

Senator Azam Nazeer Tarar: Sir, I wish to move that the Bill further to amend the Pakistan National Shipping Corporation Ordinance, 1973 [The Pakistan National Shipping Corporation (Amendment) Bill, 2024], be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill further to amend the Pakistan National Shipping Corporation Ordinance, 1973 [The Pakistan National Shipping Corporation (Amendment) Bill, 2024], be passed.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The Bill stands passed. Order No.8.

Consideration and Passage of the [The Pakistan Postal Services Management Board (Amendment) Bill, 2024]

Senator Azam Nazeer Tarar: Sir, I wish to move that the Bill further to amend the Pakistan Postal Services Management Board Ordinance, 2002 [The Pakistan Postal Services Management Board (Amendment) Bill, 2024], as passed by the National Assembly, be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: I put this motion to the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clauses 2, 3, 3a, and 4 to 14. Now, we take up the second reading of the Bill that is Clause by Clause consideration of the Bill. The question is that Clauses 2, 3, 3a and 4 to 14 do stand part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clauses 2, 3, 3a, and 4 to 14 stand part of the Bill. We may now take up The Preamble and the Title of the Bill. The question is that The Preamble and the Title, do stand part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause 1, the Preamble and the Title stands part of the Bill. Order No.9. Senator Azam Nazeer Tarar, please move Order No.9.

Senator Azam Nazeer Tarar: I, wish to move that the Bill further to amend the Pakistan Postal Services Management Board Ordinance, 2002 [The Pakistan Postal Services Management Board (Amendment) Bill, 2024], be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill further to amend the Pakistan Postal Services Management Board Ordinance, 2002 [The Pakistan

Postal Services Management Board (Amendment) Bill, 2024], be passed.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted and the Bill stands passed. Order No.10. Senator Azam Nazeer Tarar.

Consideration and Passage of the National Highway Authority (Amendment) Bill, 2024

Senator Azam Nazeer Tarar: I, wish to move that the Bill further to amend the National Highway Authority Act, 1991 [The National Highway Authority (Amendment) Bill, 2024], as passed by the National Assembly, be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill further to amend the National Highway Authority Act, 1991 [The National Highway Authority (Amendment) Bill, 2024], as passed by the National Assembly, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clauses 2 to 14. Now, we take up the Second reading of the Bill that is clause by clause consideration of the Bill. Clauses 2 to 14. There is no amendment in the Clauses 2 to 14 so I will put these clauses as one question. The question is that Clauses 2 to 14 do stand part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried and clauses 2 to 14 stand part of the Bill. Now, we take up Clause 1, The Preamble and the Title of the Bill. The question is that Clause 1, The Preamble and the Title, do stand part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause 1, The Preamble and the Title stands part of the Bill. Order no.11. Senator Azam Nazeer Tarar.

Senator Azam Nazeer Tarar: I, wish to move that the Bill further to amend the National Highway Authority Act, 1991 [The National Highway Authority (Amendment) Bill, 2024], be passed.

Mr. Chairman: I put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried and the Bill stands passed. Order No.12. Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice and Parliamentary Affairs please move Order No.12.

Laying of the Elections (Amendment) Ordinance, 2024 (Ordinance No 5 of 2024)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! یہ information کے لیے ہیں جو already National Assembly میں pass ہو چکے ہیں۔

I, wish to lay before the Senate the Elections (Amendment) Ordinance, 2024 (Ordinance No 5 of 2024), as required by clause (2) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

Mr. Chairman: The Ordinance stands laid. It is for the information of the House that this Ordinance had already been laid in the National Assembly on 6th June, 2024. Now, it has been laid in the Senate for information. Order No.13. Senator Azam Nazeer Tarar please move Order No.13.

Laying of the National Accountability (Amendment) Ordinance, 2024 (Ordinance No 6 of 2024)

Senator Azam Nazeer Tarar: I, wish to lay before the Senate the National Accountability (Amendment)

Ordinance, 2024 (Ordinance No. 6 of 2024), as required by clause (2) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

This is for information as it has been converted into Bill in National Assembly.

Mr. Chairman: The Ordinance stands laid. It is for the information of the House that this Ordinance had already been laid in the National Assembly on 6th June, 2024. Now, it has been laid in the Senate for information.

Order No.15. Deferred.

Motion of Thanks ہے اس کے لیے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: اس پر ابھی discussion چل رہی تھی اسے conclude اگلے session میں کر لیں۔ Presidential Address کی جو conclusion ہے وہ اگلے session میں کر لیں۔ جناب چیئرمین! جیسے آپ کہتے ہیں۔۔ کچھ لوگوں نے بول لیا تھا دو تین شاید رہ گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: میں یہ سوچ رہا تھا کہ ہماری ایک Party meeting ہے۔ میری بات سن لیں ہماری Party meeting ہو رہی ہے تو میں نے Deputy Chairman سے request کی ہے he is not feeling well and he has left.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! Panel of Presiding Officers میں سے کوئی آ جائے۔

جناب چیئرمین: ڈپٹی چیئرمین Chamber واپس چلے گئے ہیں because he is not feeling well.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میرا خیال ہے کہ یہ فیصلے ہمیں کرنے دیں یا تو آپ انہیں اس دن vote دے دیتے۔ Panel of Presiding Officers میں سے کوئی آ جائے۔

Mr. Chairman: From Panel of Presiding Officers who is available?

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: پلوشہ صاحبہ۔ شہادت اعوان صاحب ہیں۔ جناب چیئرمین! اگر Houseچلانا چاہتے ہیں تو شہادت اعوان صاحب سے request کرتے ہیں۔ شہادت اعوان صاحب بیٹھے ہیں۔

جناب چیئرمین: Panel of Presiding Officers کی listمیں شہادت اعوان صاحب نہیں ہیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: ہیں جی۔

جناب چیئرمین: نہیں ہیں۔ میں بتاتا ہوں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: منظور احمد صاحب ہیں۔

جناب چیئرمین: منظور کاکڑ صاحب ہیں۔ منظور صاحب کو کہیں کہ وہ آ جائیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: We are going to meet tomorrow. Lay ہونا ہے اور اس کے بعد report چلی جانی ہے۔

جناب چیئرمین: میں point of order دیتا ہوں لیکن میں کچھ manage تو کر لوں کہ کون Chair کرے گا، کل کو پھر ہنگامہ ہو جائے گا۔ میڈم پلوشہ بھی چلی گئی ہیں اور ڈپٹی چیئرمین بھی چلے گئے ہیں کیونکہ ان کی طبیعت خراب ہے۔ منظور کاکڑ صاحب کو بلا لیتے ہیں۔ جی Leader of the Opposition.

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب چیئرمین! آپ جس کو بھی بناتے ہیں اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن یہ بات ضرور ensure کر لیں کہ جو اس معزز Chair پر بیٹھتا ہے اس کو rules and regulationsکا پتا ہو۔

جناب چیئرمین: وہ Parliamentary leader ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: کل سے سینیٹر سندھو کہہ رہے ہیں ایک genuine issue ہے minoritiesکا۔

جناب چیئرمین: آپ بولیں۔ I have given the floor to him. آپ بولیں please.

سینیٹر خلیل طاہر: ایک منٹ دے دیں مجھے۔

(مداخلت)

Point of Public Importance raised by Senator Khalil Tahir regarding incident of violence against minorities in the name of blasphemy

سینیٹر خلیل طاہر: جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ میں کل سے Point of Order مانگ رہا تھا آج آپ نے بہت مہربانی فرمائی ہے۔ شاید مجھ سے کوئی غلطی ہو گئ ہے میں پہلے کافی دنوں سے بات کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ بات کریں۔

سینیٹر خلیل طاہر: (پنجابی میں ایک شعر پڑا)

جناب چیئرمین! چند دن پہلے سرگودھا میں ایک بڑا اندوہناک واقعہ ہوا ہے جس کی اسلامی نظریاتی کونسل بھی مذمت کی ہے۔ جناب چیئرمین! وہ بندہ نذیر مسیح ایلیس عرف لازار مسیح زندگی کے قید سے آزاد ہو گیا اور وہ مر گیا۔ جس پر بہت زیادہ ٹارچر کیا گیا تھا۔ جناب چیئرمین! اس کثافت زدہ ماحول میں مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ کوئی خاص اور منظّم conspiracy ہو رہی ہے۔ میں شکر گزار ہوں اپنے استاد محترم اعظم نذیر تارڑ صاحب کا کہ انہوں نے different segments of society and minority groups سے ملاقات کی ہے۔ پرسوں لاہور کے شمالی چاؤنی میں ایک خاتون جمیلہ جیکب دکان سے شیمپو لیتے ہوئے کے خلاف 295-C کا پرچہ کاٹا گیا ہے۔ یہ Mobocracy ہے۔ Cracy جس لفظ کے ساتھ بھی لگ جائے وہ بڑا ہی خطرناک ہے۔

(اس موقع پر جناب پریذائیڈنگ آفیسر، سینیٹر منظور احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین! کل کا ایک واقعہ ہے۔ فیصل آباد کے وارث پورہ جہاں میری رہائش ہے وہاں پر جو دو بندے ہیں۔ عون صاحب! خدا کا واسطہ ہے۔ ہمیں بھی بات کرنے دو۔ آپ کے لیڈر تو کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تاریخ میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ مہربانی کریں اور تھوڑی سی حیا کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Please آپ Chair سے بات کریں۔

سینیٹر خلیل طاہر: جناب چیئرمین! وہاں پر دو آدمی آئے۔ مقدس قرآن پاک کے اوراق چرچ کے اندر پھینک کر بھاگ گئے ہیں۔ جناب چیئرمین! آج سے بہت عرصہ پہلے محترم پروفیسر عرفان صدیقی صاحب نے ایک کالم لکھا تھا کہ برداشت بعد میں پہلے قبولیت ہے۔ جناب چیئرمین! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آخری کتاب قرآن مجید میں پتا نہیں کتنی مرتبہ آیا ہے۔ قرآن پاک میں حضرت مریم پر پوری سورۃ ہے۔ جناب چیئرمین! ہم کس طرح سوچ سکتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کریں یا اس مقدس کتاب کے بارے میں کوئی ایسی بات کریں۔ جناب چیئرمین! یہ ایک منظّم سازش ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ یہ ہمیں کس طرف لے کر جارہی ہے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ ہم GSP plus status سے ہٹ کر free trade کی طرف جائیں۔ جناب چیئرمین! میری خوش قسمتی ہے کہ میں نے چار مرتبہ بطور مسیحی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خطبہ اقوام متحدہ کے سیشن میں پیش کیا ہے۔ مجھے یہ سعادت حاصل ہے۔ جناب چیئرمین! دین نے تو کسی جگہ پر بھی یہ نہیں سکھایا کہ آپ دوسرے مذاہب کی توہین کریں۔ قرآن پاک کو میں نے چار مرتبہ بمعہ ترجمہ پڑھا ہے تو اس میں سب سے زیادہ اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ تحقیق کیا کرو۔ جناب چیئرمین! یہاں پر mobocracy سے کام چل رہا ہے۔ جس کو مرضی کیا، پکڑا۔ کسی کو مار دیا اور کسی کو بھٹی میں جلا دیا۔ کسی کو شانتی نگر گاؤں میں جلا دیا۔ ابھی جو سرگودھا میں ہوا ہے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے وہاں پر .G Police اصاحب گئے ہیں۔ ہوم سیکرٹری صاحب بھی وہاں پر تشریف لے گئے۔ حتیٰ کہ 11 پولیس آفیسرز، انسپکٹر، DSP and SP کے سر پھٹے اور ان کے بازو ٹوٹے۔ وہاں پر اتنا زیادہ mob تھا۔ میری بڑی خوش قسمتی ہے کہ یہاں پر علمائے کرام تشریف فرما ہیں۔ میں معزز اعظم نذیر تارڑ صاحب سے کہنا چاہتا ہوں کہ ہم سب مل کر قبولیت والی بات کریں اور ایک دوسرے کو بطور انسان قبول کریں۔ جناب چیئرمین! میں دوبارہ کہہ رہا ہوں کہ کوئی بھی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کستاخی کے بارے میں سوچ ہی نہیں سکتا۔ اس وقت بہت سارے مسلمان بھائی بھی اسی جرم کی پاداش میں جیلوں میں قید ہیں۔ ایک مرد مومن مرد حق آیا تھا اور جس نے یہ قانون بنایا کہ اس کی سزا موت ہوگی۔ حالانکہ 1925 سے یہ قانون موجود تھا جس میں تمام انبیاء کرام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی پر دو سال کی سزا مقرر تھی۔ 1940 سے لے کر 1980 تک صرف چھ کیس رجسٹرڈ ہوئے تھے۔ لیکن جونہی مرد مومن مرد حق

آیا تو اس نے پورے معاشرے کو کثافت زدہ کر دیا۔ اب وہ اللہ کے پاس چلا گیا یا کہیں اور چلا گیا ہے مجھے اس کے بارے میں معلوم نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! پورے ہاؤس سے میری گزارش ہے اور خاص طور پر علمائے کرام سے کہ ہم سب کو مل بیٹھ کر اس پر بات کرنی چاہیے۔ کل جس طرح ہم پلاسٹک اور شیشے کی بوتلوں کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ آیئے! آج انسانوں کے لیے بھی سوچیں۔ جناب چیئرمین! بہت زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ ہمارا ملک پاکستان ایک بڑا خوب صورت ملک ہے۔ جناب چیئرمین! ہم قیام پاکستان سے پہلے یہاں پر موجود ہیں۔ پنجاب میں ہمارے 27 گاؤں ہیں جہاں پر ہماری تھوڑی زمین بھی موجود ہیں۔ نہ ہم ذمی ہیں اور نہ مفتوح ہیں لیکن مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ کس طرف سے ہو رہا ہے۔ یہاں پر علامہ ناصر عباس صاحب تشریف فرما تھے۔ ان کو پتا ہے کہ کربلا میں جو 72 مسلمان شہید ہوئے تھے ان کے ساتھ نوجوان بھی شہید ہوئے تھے۔ مجھے معلوم نہیں کہ یہ conspiracy کون کر رہا ہے۔ پتا ہو بھی تو میں ان کا نام نہ لے سکوں اس لیے کہ شاید میں بھی اپنے گھر بھی نہ پہنچ سکوں۔ میری عاجزانہ اپیل ہے اپوزیشن سے بھی، علمائے کرام اور استاد محترم اعظم نذیر تارڑ صاحب سے بھی کہ خدا کے لیے اس پر کوئی ایسا mechanism بنایا جائے تاکہ لوگ ایک دوسرے کو قبول کریں اور یہ جو culture فروغ پا رہا ہے یہ ختم ہو جائے۔

جناب چیئرمین! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دے دیا۔ میں آخر میں کہوں گا کہ

لوگ ٹوٹ جاتے ہیں ایک گھر بنانے میں
اور تم ترس نہیں کھاتے بستیاں جلانے میں

جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، عون عباس صاحب۔

Points of Public Importance raised by Senator Aon Abbas regardin; a) issuance of Production Order for Senator Ijaz Ahmed Chaudhary; and b) continuous persecution of PTI Leaders and workers in the country

سینیٹر عون عباس: اَعُوْذُبِا للّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔بِسْمِ ا للّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں کامران مرتضٰی صاحب کو یاد کرا دوں کہ سارا مرد مومن سارا مرد حق اس سائیڈ پر بیٹھا ہوا ہے۔اس لیے ہماری طرف اشارے نہ کریں۔اگر گلہ شکوہ کرنا ہے تو اپنی صفحوں میں ڈھونڈیں۔جناب چیئرمین! آج ایک بہت ہی افسوسناک دن ہے۔جس طریقے سے آج سینیٹ کو بلڈوز کیا گیا۔تمام قانون سازی کی گئی ہے۔اس طرح کی قانون سازی تو تین سال میں پچھلے دور میں بھی نہیں ہوئی تھیں جو آج ایک وضع دار اور سخاوت کی چیئرمین شپ میں ہو گئی ہے۔یہ ظلم پہلی مرتبہ ہم نے دیکھا ہے۔جس طرح رات کی تاریکی میں کمیٹیاں بنائی گئیں اور چیئرمین صاحب اپنی معصومیت میں کہہ کر چلے بھی گئے ہیں کہ پارلیمانی لیڈرز اور قائد حزب اختلاف کل چائے پر آجائیں تو اچانک تارڑ صاحب کے اعتراض پر انہوں نے کہا کہ چائے کی دعوت کینسل ہو گئی ہے۔چیزیں ویسی کی ویسی برقرار رہیں گی۔میں ان کی ہمت کو بھی سلام پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین! میرے دو تین issues ہیں۔میں سب سے پہلے Article 84 پر بات کرنا چاہتا ہوں جو کہ آپ کو production order جاری کرنے کی طاقت دیتا ہے۔اعجاز چوہدری یا کوئی بھی سینیٹر جو جیل میں ہو۔میری اس ہاؤس سے التماس ہے کہ اس Article کو ختم کر دیتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس قانون کا نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ اس کو کبھی استعمال کیا گیا ہے۔جناب چیئرمین! اعجاز چوہدری صاحب ایک شریف آدمی کو سوا سال سے اوپر کا وقت جیل میں ہو گیا ہے۔ہمارے اس سینیٹ میں اتنی جرات نہیں ہے کہ ہم آج بجٹ سیشن میں آدھے گھنٹے کے لیے ان کو بلا کر یہاں بیٹھا دیتے۔جناب چیئرمین! یہ وقت ایک جیسا نہیں رہے گا۔آج ہماری باری ہے کل سب کی باری آئے گی۔ہم سے بھی غلطیاں ہوئی ہیں۔ہم سے ہمارے دور میں بھی غلطیاں ہوئی ہیں۔جن لوگوں نے ہمیں اس وقت اس MNA کا production order جاری کرنے نہیں دیا تھا شاید وہ آج اعجاز چوہدری کا بھی production order جاری نہیں کرنے دیں گے لیکن عرفان

صاحب اور تارڑ صاحب آج وقت ہے کہ ضمیر کی سن لیتے ہیں۔ کسی اور کی نہیں سنتے۔ شاید یہ وقت جب ہم پر آئے گا ہم بھی پھر ضمیر کی سنیں گے ان کی نہیں سنیں گے۔ آج آپ ایک مرتبہ ضمیر پر فیصلہ کر دیجیے تاحیات سینیٹ میں کسی کی جرات نہیں ہو گی جب کوئی ممبر پارلیمنٹ جیل میں ہوگا تو اس کا production order جاری ہوگا۔ میں دیکھتا ہوں کہ کس کی جرات ہے جو اس کو روکتا ہے کہ وہ اجلاس میں شرکت نہ کر سکیں۔ کاکڑ صاحب! میں سمجھ سکتا ہوں کہ آپ کی اس معاملے پر کتنی capacity ہو گی لیکن اس چیز کو یہاں اٹھانا بہت ضروری تھا۔

جناب چیئرمین! دو چیزیں پچھلے دو دن میں ایسی ہیں جو بہت تکلیف دہ ہیں۔ نمبر ایک، جناب چیئرمین! Leader of the Opposition, Omar Ayub Sahib کل سرگودھا گئے تھے۔ پورے پاکستان نے ایک تماشا دیکھا۔ وہ سرگودھا میں اپنی ضمانت کے سلسلے میں عدالت میں پیش ہونے کے لیے گئے تھے۔ جناب چیئرمین! سات گھنٹے ان کو باہر کھڑا رکھا۔ پولیس کی تمام گاڑیوں نے ان کو بلاک کر دیا تھا۔ سات گھنٹے بعد اچانک یہ فیصلہ آگیا کیونکہ وہ عمر ایوب جو کہ دہشت گردی کی عدالت میں مطلوب تھے وہ عدالت کے اندر جج صاحب کے سامنے پیش نہیں ہو سکے اس لیے ان کی ضمانت کینسل کر دیتے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس طرح کی تماشا بنی تو پوری دنیا میں کہیں نہیں مل سکتی کہ ملزم عدالت جانا چاہے، آپ پیش نہیں ہونے دیتے اور پھر اس کے بعد اس کی ضمانت کینسل کر دیتے ہیں۔ یہ تماشا کہاں پر ہو سکتا ہے؟

جناب چیئرمین! دوسری بات یہ ہے کہ میں آج سے تین دن پہلے ایک workers convention کے لیے خانیوال گیا تھا۔ پاکستان میں سیاسی جماعتوں پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ میں وہاں پر گیا تو کم از کم ایک ہزار کے قریب پولیس اہلکار وہاں پر موجود تھے جو کہہ رہے تھے کہ یہاں پر convention نہیں ہو سکتا۔ چار دیواری کے اندر convention تھا۔ میں کسی طرح گھس گیا۔ جناب چیئرمین! جب میں نے تقریر کر لی تو ساری پولیس مجھے گرفتار کرنے کے لیے آ گئی کہ تم نے تقریر کیوں کہی؟ کیا پاکستان میں میرے جیسے شہری کو تقریر کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ سینیٹر کو چھوڑ دیں۔ میں کیوں تقریر نہیں کر سکتا۔ میں اپنی بات کیوں نہیں کر سکتا۔ مجھ پر کس کی پابندی ہے۔ مجھے کون روک سکتا ہے۔ میں تقریر کروں گا۔ کتنی مرتبہ گرفتار کرو گے۔ کتنی مرتبہ مارو گے۔ وقت سب پر آئے گا۔ آج ہم مار کھا رہے ہیں۔ کل تم سب لوگ مار کھاؤ گے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آج

ہماری باری ہو اور آپ لوگ ہنسیں۔ ایک وقت آپ پر بھی آئے گا۔ آج میں درخواست کرتا ہوں، ہمارے ساتھ اس چیز میں کھڑے ہو جایئے۔ ہم سے غلطی ہوئی ہے لیکن یہ غلطی آپ بھی دہرا رہے ہیں۔ میرے جانے کے بعد، کل اس ڈیرے پر، میرا جو MPA ہے فیصل نیازی اس کے ڈیرے پر پولیس پھر گئی، اس کے ٹریکٹر اٹھا کر لے گئے۔ اب ٹریکٹروں کا کیا قصور ہے؟ ٹریکٹروں کے ٹائر پھاڑ دیے۔ ٹیوب ویل کے ٹرانسفارمر اتار کر پھینک دیے۔ اس کے مزدور اٹھا کر لے گئے۔ اس کے مستاجر جسے tenant کہتے ہیں، وہ اٹھا کر لے گئے۔ اس وقت پی۔ٹی۔آئی کے 70 کے قریب اہلکار گرفتار ہیں کیونکہ انہوں نے پی۔ٹی۔آئی کا ورکرز کنونشن کروایا تھا۔ یہ کون سی جمہوریت ہے جس میں آپ کنونشن نہیں کر سکتے، تقریر نہیں کر سکتے، اپنی بات نہیں کر سکتے۔ میں بات کروں گا، عمران خان کا نام لوں گا، میں ایک ہزار ایک دفعہ عمران خان کا نام لوں گا۔ کب تک میری زبان بند کریں گے؟ نہیں کہوں گا کہ وہ 'بانی پی۔ٹی۔آئی' ہے۔ اس کا نام عمران خان ہے اور وہ پاکستان کی جان ہے۔ کاٹ کر دکھاؤ۔ عمران خان اس پاکستان کی ایک پہچان ہے۔ اس کو کوئی نہیں روک سکتا، مجھے اس کا نام لینے دیں۔

اگلی بات، اب میں یہ بات جو کر رہا ہوں اس پر پھر تکلیف ہو گی۔ انہوں نے پنجاب میں defamation کا law pass کیا۔ اصل جو چیز دیکھنے کی ہے، (ن) لیگ تو چلیں بری ہے، ہم ہر وقت کہتے رہتے ہیں، پاکستان پیپلز پارٹی بھی اس جمہوریت کے گندے نظام کو چلانے میں پوری پوری سہولت کار ہے۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب سنائی دی)

سینیٹر عون عباس: جناب! میں پاکستان پیپلز پارٹی کی بات کر رہا تھا۔ ہم ہر وقت پاکستان مسلم لیگ (ن) پر تنقید کرتے ہیں اور وہ لوگ برداشت بھی کرتے ہیں لیکن اس پورے نظام میں ایک جماعت اتنی خوبصورتی سے اپنے آپ کو goody goody کھیل رہی ہے کہ کسی کو اندازہ بھی نہیں ہونے دے رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ان کی سہولت کاری سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ Defamation کا law پنجاب میں آیا تو پیپلز پارٹی نے کہا کہ ہمارا اس law سے تعلق نہیں ہے۔ ان کے وہاں جو پارلیمانی لیڈر ہیں، انہوں نے کہا کہ پاکستان پیپلز پارٹی اس کو defend نہیں کرے گی۔ وہاں (ن) لیگ نے قانون pass کروالیا۔ جس دن pass کروایا، گورنر سے sign

کروانا تھا۔ اتنی کمال خوبصورتی سے پاکستان پیپلز پارٹی نے اپنے گورنر کو دوبئی چھٹی کے لیے بھیج دیا۔ مجھے یقین ہے کہ اس کے ٹکٹ اور وہاں فائیو اسٹار ہوٹل میں stay کے پیسے پاکستان مسلم لیگ (ن) نے ادا کیے ہوں گے۔ ایک ہفتے کے لیے وہ صاحب بہادر دوبئی چلے گئے۔ پیچھے جس اسپیکر نے پنجاب کی اس اسمبلی میں وہ law pass کیا تھا، وہ آرم سے گاڑی پر سوار ہوتے ہیں، اسمبلی سے نکل کر گورنر ہاؤس میں قائم مقام گورنر بنتے ہیں اور آرام سے sign کرکے واپس چلے جاتے ہیں۔ جیسے ہی واپس اسپیکر ہاؤس پہنچتے ہیں، گورنر صاحب دوبئی سے پھر land کر جاتے ہیں۔ پھر اوپر سے پیپلز پارٹی کا بیان آتا ہے کہ defamation law میں پاکستان پیپلز پارٹی بالکل کردار ادا نہیں کرے گی۔

جناب! یہ وہ جماعت ہے جس کی آج statement آئی ہے کہ ہم سے بجٹ کے بارے میں نہیں پوچھا گیا۔ ہم سے بجٹ کے متعلق کوئی سفارشات نہیں لی گئیں۔ آج کے دن، کوئی تین گھنٹے پہلے پاکستان پیپلز پارٹی کا ہی ایک رکن، پاکستان مسلم لیگ (ن) کی مشاورت سے Finance Committee کا چیئرمین بن چکا ہے۔ یہ کس قسم کی منافقت ہے، میری سوچ سے باہر ہے۔ اسی پاکستان پیپلز پارٹی کی ایک respectable خاتون کو Planning and Development کی کمیٹی دے دی گئی۔ یعنی ہر وہ چیز جو پاکستان پیپلز پارٹی کو چاہیے، وہ آرام سے آئینی عہدے بھی لے لیتی ہے، وہ Standing Committee کی chairmanship بھی لے لیتی ہے، وہ گورنر کا عہدہ بھی لے لیتی ہے لیکن جب گند کی باری آتی ہے تو کہتی ہے کہ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ شاید کسی دن اگر بلاول بھٹو زرداری صاحب کا موڈ ہوا تو انہوں نے اس حکومت کو گرانے کا جو ایک plan بنا رکھا ہے، اس کی execution کا time آ جائے گا۔

جناب! آخری چیز جو بہت important ہے، تین لوگوں کا فیصلہ اسلام آباد ہائی کورٹ میں ہونے والا تھا۔ فیصلہ بالکل مکمل ہو چکا تھا کہ تحریک انصاف کے تین MNAs جو کہ 8 فروری کو الیکشن فارم 45 کے مطابق جیت چکے تھے، ان کا فیصلہ دو مہینے تک tribunal سنتا رہا۔ اچانک (ن) لیگ کے ایک صاحب درخواست دیتے ہیں کہ ہمیں جج پر اعتماد نہیں ہے۔ الیکشن کمیشن اگلے دن، ایک دن کی کارروائی کے بعد، اس جج کو tribunal سے ہٹا دیتا ہے۔ جناب! ایسا پاکستان میں ہی ہو سکتا ہے کہ ایک مہینے کی کارروائی جج صاحب کرلیں جس میں وہ جماعت جھوٹی پائی جائے اور خدشہ ہو کہ تین MNAs چلے جائیں اور وہ تینوں MNAs اسلام آباد سے ہوں اور آپ کو چونکہ دو تہائی

اکثریت بھی چاہیے اور اس کی بنیاد پر reserved seats بھی جاتی ہیں، آپ نے اچانک جج تبدیل کر دیا۔ عدت کا کیس دو اڑھائی مہینے تک چلتا رہا۔ جس دن جج صاحب نے فیصلہ کرنا تھا، اس دن جج صاحب کہتے ہیں، اوہو ہو، مجھے یاد آ گیا میں تو اس کورٹ میں بیٹھنے کا اہل ہی نہیں ہوں۔ مجھے فوراً یہاں سے ہٹا دیا جائے۔ بات یہ ہے کہ جب جج صاحب وہاں بیٹھنے کے مجاز نہیں ہیں، جب وہ عدت کا کیس سن ہی نہیں سکتے تو پھر آخر سزا میں اس شخص کو اور اس کی بیوی کو سات سال کی سزا کس چیز کی دی گئی ہے۔ یہ کون سا قانون ہے کہ جج تو سننے کا اہل نہیں ہے لیکن ملزم سات سال جیل میں رہے گا۔ جناب! یہاں قانون نہیں چل رہا، یہاں انصاف نہیں چل رہا بلکہ یہاں جنگل کا قانون چل رہا ہے۔ یہاں جو لوگ اس جنگل کے قانون کو چلا رہے ہیں، وہ بھول چکے ہیں کہ یہاں خدا بھی بستا ہے۔ اس ریاست میں عوام بھی بستے ہیں اور اس ریاست کے عوام کی بد دعائیں بھی بستی ہیں۔ وہ بات پھر یاد رکھیے گا کہ وقت سب کا تبدیل ہوگا۔ بڑے بڑے فرعون آئے، سب کا time ختم ہو گیا۔ آپ کا time بھی ختم ہو جائے گا۔ یہ یاد رکھیے۔ جتنے لوگ اس وقت پنجاب کی جیلوں میں ہیں، پاکستان کی جیلوں میں ہیں، ہماری جتنی خواتین ہیں، ڈاکٹر یاسمین، عالیہ حمزہ، صنم جاوید، یہ جتنے لوگ ہیں، اعجاز چوہدری، عمر چیمہ، محمود الرشید، یہ جتنے لوگ جیلوں میں پڑے ہیں، ان کی families آپ کے لیے کون سی بد دعائیں دیں گی، یاد رکھیے گا۔ اگر آپ اپنی تکلیفوں کو روتے ہیں تو ہماری تکلیف بھی دیکھیے۔ جب ہمیں 9 مئی، 9 مئی کرکے ڈرایا جاتا ہے، ہمیں سب سمجھ آتی ہے۔ آخر کب تک پاکستان اس کے پیچھے چھپتا رہے گا؟

جناب چیئرمین! آخری بات، مجھے پتا ہے میرا time پورا ہو گیا ہے، آج ہم پارلیمانی پارٹی کے اجلاس کے لیے اپنے پارلیمانی لیڈر کے دفتر میں گئے تو پتا چلا کہ ان کے اسٹاف کو باہر نکال دیا گیا ہے۔ اب اس دفتر میں مشکل سے آٹھ سینیٹرز آتے ہیں لیکن غلطی سے ہم بیس سینیٹرز پی۔ٹی۔آئی سے منتخب ہو چکے ہیں۔ جناب عالی! یا تو ہمیں دفتر بڑا دے دیں یا ہمارے سینیٹرز کم کر دیں کیونکہ otherwise اس کمرے میں بیٹھ کر یہ میٹنگ نہیں ہو سکتی۔ اب یہ choice آپ کے پاس ہے کہ ہمیں مارنا ہے یا دفتر بڑا کرنا ہے۔ آج کے دن آپ یہ ruling دے دیں کہ ہمیں بڑا دفتر دے دیا جائے۔ یہ request میرے تمام دوستوں کی ہے چونکہ آپ آج اس ہاؤس کو chair کر رہے ہیں،

آپ کے پاس بھی وقت کی کمی نہیں ہے، آپ کا اسٹاف بھی بہت fresh آ رہا ہے، اگلے چار گھنٹے آپ نے اجلاس چلانا ہے اور سب نے تقریریں کرنی ہیں۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر ایمل ولی خان صاحب۔

Points of Public Importance raised by Senator Aimal Wali Khan regarding (a) the protest/sit-in by the local traders at Chaman Border; and (b) the spreading of blasphemous content on social media by a fake account, defaming Pakhtuns

سینیٹر ایمل ولی خان: بہت شکریہ۔ ہم بد نصیب ہیں، میرے خیال میں ہاؤس میں اگر چار پانچ کرسیاں ہوں تو پورا ہاؤس معذرت کے ساتھ وہ چلا لیتے ہیں۔ باقیوں کی نہ میرے خیال میں ہاؤس چلانے میں ضرورت ہے اور نہ کردار ہے۔ ہمارے سینیٹر اور Law Minister صاحب نے بڑی اچھی بات کی اور ایک محاورہ پیش کیا۔[1] [***] دونوں کتنے خوش قسمت ہیں، میرے خیال میں یہ محاورہ بدلنا چاہیے تھا کہ [***]۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ الفاظ expunge کیے جائیں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: [***] آج بد قسمتی سے ہم نے ایک مرتبہ پھر کارروائی کو دیکھتے ہوئے، آئین سازی اور قانون سازی کو دیکھتے ہوئے، الحمد للہ، دنیا کو یہ پیغام پہنچا دیا ہے کہ یہ عوام کا سینیٹ نہیں بلکہ rubber stamp ہے۔ الحمد للہ سب کو ایک دوسرے سے جلدی تھی اور وہ rubber stamp لگاتے جا رہے تھے۔ معذرت کے ساتھ کہ میری طرح 95 فیصد ایوان کو پتہ نہیں کہ یہ کیسی قانون سازی تھی اور اس کے ذریعے کس چیز میں تبدیلی آئی یا کس چیز میں نہیں آئی۔ یہاں سننے کو ملتا ہے کہ ہم پاکستان کی بہتری کا سوچتے ہیں اور دوسرے پاکستان کی بہتری کا نہیں سوچتے۔ ادھر یہ فیصلہ کس نے کرنا ہے کہ کون ملک کی بہتری کا سوچ رہا ہے اور کون نہیں سوچ رہا۔ میرے خیال میں ہم سب اس ایوان سے باہر اپنے نظریات کی نمائندگی کرتے ہیں۔ کوئی PTI کا، کوئی مسلم لیگ (ن) کا تو کوئی عوامی نیشنل پارٹی کا نمائندہ ہے لیکن ہم یہ کیوں یاد نہیں رکھتے کہ جب ہم ایوان میں آتے ہیں تو پھر ہم پارٹی کے نمائندے نہیں بلکہ عوام کے نمائندے ہوتے ہیں۔ یہ

[1] "Words expunged as ordered by the Chair."

Houseاور Lower House, partiesکے لئے نہیں بنے ہیں بلکہ پاکستان کے عوام کے لئے بنے ہیں۔ لہٰذا میری یہ گزارش ہے کہ اپنے اوپر کپڑا ڈال لیجئے اور rubber stamping کا کردار ختم کر لیجئے۔ یہ جو کل کر رہے تھے، وہ توبہ کر لیں اور جو آج کر رہے ہیں، وہ بھی توبہ کر لیں اور یہ عہد کر لیں کہ ہم آئندہ ادھر rubber stamping نہیں کریں گے۔ جب ایک قانون سینیٹ میں discuss نہیں ہوتا and I am sorry to say this is not a discussion. معذرت کے ساتھ میں ابھی نیا ہوں جس کی وجہ سے نام نہیں جانتا اور جلد ہی سیکھ جاؤں گا، پی ٹی آئی کے پارلیمانی لیڈر سینیٹر سید علی ظفر صاحب کی اس بات سے متفق ہوں کہ قانون چھوٹا ہو یا بڑا، اس کا ہر نکتہ کمیٹی میں جانا چاہیے اور کمیٹی بھی یہ کمیٹی نہیں ہو کہ لاتجھے کی زمین کی طرح ہے جس کا مالک کوئی نہیں ہے اور ہر کوئی کہہ رہا ہے کہ میری کمیٹی ہے۔ پتہ نہیں کہ اس کمیٹی میں ہے کیا کہ جو اتنا کچھ ہو رہا ہے۔

جناب! ہم سب کا بنیادی کام یہ ہے اور اس کے لئے ہم اس ایوان میں آئے ہیں کہ ہم آئین اور قانون دیکھیں گے اور اس کے ذریعے عوام دوست پالیسیاں لائیں گے۔ براہ مہربانی ہمیں وہ کام کرنے دیں۔ چاہے وہ مسلم لیگ (ن) ہو، پیپلز پارٹی ہو، پاکستان تحریک انصاف ہو، BAP ہو یا دوسرا کوئی اور BAP ہو، ہم کسی کے بھی rubber stamp نہیں بن سکتے۔ جس چیز کے لئے مشورہ ہوگا تو وہ ضرور کریں گے۔ ایسا نہیں کہ ہم یہاں سب کچھ خراب کرنے کے لئے آئے ہیں۔ ابھی جو اپوزیشن میں بیٹھے ہیں یا وہ جو حکومت میں بیٹھے ہیں، یہ صرف projection کی بات ہے کیونکہ کل یہ پاکستان کے خلفائے راشدین تھے اور آج آپ خلفائے راشدین ہیں۔ ساڑھے تین سال میڈیا والے بھی پریشان رہے۔ وہ ان سالوں میں ان کی اچھائیاں بتاتے رہے اور ہمارے اپوزیشن کے سینیٹر صاحبان کو پتہ نہیں کہاں لے کر چلے گئے پھر ایک دم page پلٹا اور وہ جو کل حکومت میں تھے، آج ختم اور بے کار ہیں۔ وہ پاکستان کے دشمن ہیں، اس کے خلاف ہیں اور اسے توڑنا چاہتے ہیں اور آج جو حکومت میں ہیں، وہ ٹھیک ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم سب اس ایوان میں اس عہد کے ساتھ آئے ہیں کہ ہم نے پاکستان کے عوام کی خدمت کرنی ہے۔ لہٰذا اس نظریے سے بالاتر ہونا چاہیے کہ میں ہی پنے خان ہوں اور میں ہی پاکستان کے لئے سوچ سکتا ہوں اور کوئی اور نہیں سوچ سکتا۔ ہر مکتبہ فکر کے لوگوں کو ہر کمیٹی میں شامل کریں اور متعلقہ قوانین کمیٹیوں میں بھیجا جائے۔ میں یہ کوئی غلط بات

نہیں کر رہا ہوں۔ اگر ہم سب عوامی نمائندے ہیں اور میں اس بات پر غلط نہیں ہوں تو حکومت اور اپوزیشن دونوں کو اس بات پر متفق ہونا چاہیے کہ ہر قانون کمیٹی میں جائے، وہاں وہ discuss ہو، اس کی جانچ پڑتال ہو اور پھر بہترین سے بہترین قانون ہم عوام کے لئے لائیں۔

جناب! میں زیادہ بات نہیں کروں گا۔ ابھی Committees کی بھی بات ہوئی۔ میں صرف اتنا بولوں گا کہ ذرا وضاحت ہو جائے کہ Committees کی تقسیم کس نے کی ہے۔ میں اپنی بات کروں گا کہ بحیثیت Parliamentary Leader, Awami National Party, میں کسی بھی فیصلے سے بے خبر ہوں اور نہ میرے ساتھ کوئی مشورہ کیا گیا ہے۔ جس، جس نے یہ کیا ہے، ذرا اس کی وضاحت ہو۔ اگر وہ computer ماشے نے کیا ہے تو وہ بھی ہماری باری پر Form-45 and Form-47 بن جاتا ہے۔ وہ computer بھی ہماری باری پر RTS بن جاتا ہے ورنہ حکومت کی مرضی کا جو بھی ہو، وہ آپ اسی computer کو دیں دے اور اگر وہ اسے غلط نکالے تو اس کا کیا حشر ہوگا۔ اب ہماری قسمت کے فیصلے computer ماشے کے حوالے ہیں۔ چلیں یہ بھی ٹھیک ہے۔ یہاں ہر ممبر کی اپنی expertise ہوگی۔ کسی کی health تو کسی کی education میں expertise ہوگی۔ کوئی finance میں expert ہوگا۔ آپ نے ان کے options لئے ہیں۔ جب آپ نے پانچ options میں سے صرف تین دینے تھے تو پھر ہم سے تین ہی مانگ لیتے۔ اگر یہ دو fill in the blanks ہم سے بھروانے تھے تو خیر ہے، ہم انہیں خالی چھوڑ دیتے اور وہ آپ پہلے ہی بھر دیتے but on floor of the House, we need to know کہ Committees کے متعلق جو فیصلہ ہوا ہے اور جن، جن کو آج کاغذات پکڑائے گئے ہیں، یہ فیصلہ کس، کس نے کیا ہے اور اس میں کس، کس کا مشورہ شامل ہے۔ میں تین، چار باتیں کرنا چاہتا ہوں اور یہ انتہائی ضروری بھی ہیں۔ میں نے پچھلی مرتبہ بھی کہا تھا کہ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ پکڑو اور رہا کرو۔ کسی نے باندھنا ہے اور کسی نے رہا کرنا ہے۔ ہمارے مسئلے اس سے نکل نہیں رہے اور ہم عوام کی طرف اور ان کے بنیادی مسائل کی طرف نہیں جا رہے ہیں۔ الحمدللہ آج بھی ہم نے وہی ماحول دیکھا اور اس سے بڑھ کر ہم نے کوئی اور ماحول نہیں دیکھا۔

جناب! آج میں بلوچستان سے آیا ہوں۔ خوش قسمتی یہ ہے کہ آپ کا تعلق بھی بلوچستان سے ہے۔ چمن میں پچھلے آٹھ مہینے سے لوگ ایک دھرنے میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کے بنیادی مسائل ہیں۔ آپ کو اور پختون قوم کے ہر فرد کو ان کے بنیادی مسائل کا پتہ ہے اور چمن کے جتنے بھی باشندے ہیں، وہ باخبر ہیں۔ اس ملک میں جہاں روزانہ 5ہزار، 6ہزار اور 7ہزار لوگ اپنے دن کی دیہاڑی کا حق مانگ رہے ہیں، ان کا پچھلے ستر سال سے روزگار اسی باڈر پر تجارت ہے، وہ اپنا حق مانگ رہے ہیں اور اس صدی میں وہاں کے دفاعی ادارے، مجھے نہیں پتہ کہ وہ ایف سی ہے، کیا ہے، وہ ان پر فائرنگ کر رہی ہے۔ چمن میں انسان کی قدر یہ ہے کہ جو 6 نمبر اور 7 نمبر گولیاں شکاری استعمال کرتے ہیں، جس میں چرے پتلے ہوتے ہیں، ان لوگوں کو اس سے مار رہے ہیں۔ آج کے دور میں میڈیا سے blackout, جب تک میں اُدھر تھا، مجھے پتا ہے کہ وہاں چار شہادتیں ہوئی ہیں۔ افسوس کہ کوئی بندہ میڈیا پر یہ بات نہیں کر رہا۔ افسوس کہ میڈیا پر یہ خبر بھی نہیں ہے کہ وہاں درجنوں کی تعداد میں لوگوں کو ان چروں سے مار کر زخمی کرکے ہسپتال بھجوایا گیا ہے۔ افسوس کہ لوگوں کو یہ پتا نہیں کہ وہ زخمی جب ہسپتال پہنچے تو ہسپتال میں ان کا علاج نہیں ہونے دیا گیا۔ جناب چیئرمین! میں ایک سینیٹر ہونے کے ناتے جو کر سکتا ہوں وہ تو میں کر رہا ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ پورا ایوان اور اس ایوان میں بیٹھی ہوئی ہر پارٹی اس سے ذرا نکل کر کہ کس کو پکڑنا ہے اور کس کو نہیں پکڑنا ہے۔ ذرا سوچیں کہ چمن میں چھ، سات ہزار انسانوں کے ساتھ، چلیں ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں، پختون ہیں، انسانوں کے ساتھ جو ہو رہا ہے، اس پر کیا کچھ ہوگا یا نہیں، بات ہوگی یا نہیں؟ للذا میں درخواست کرتا ہوں کہ اس بارے میں جتنا کچھ آپ لوگ کر سکتے ہیں، وہ کریں نہیں تو میں جو حالات دیکھ رہا ہوں، وہاں میں لڑائی کی حالات دیکھ رہا ہوں اور اس لڑائی کا یہ ملک متحمل نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! پاکستان اور پاکستان کی تشریح جب انتہاپسندی کے ساتھ نہ ہو تو میرے خیال میں پاکستان کا مطلب پورا نہیں ہوتا۔ پچھلے دنوں مالاکنڈ یونیورسٹی میں ایک طالبعلم کو اس بات پر آدھی رات کو ہاسٹل سے نکالا گیا ہے کہ آپ اپنے institute میں رباب لائے ہیں۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی جناب۔

سینیٹر ایمل ولی خان: اور رباب لانے پر موسیٰ خان نامی طالبعلم آدھی رات کو ہاسٹل سے نکالا جاتا ہے اور وہ بے چارہ اس panic میں، اب حادثہ، ٹھیک ہے حادثہ ہے، اللہ کی طرف

سے ہے لیکن جو حرکت ہوئی ہے، اس حرکت کے ذمہ داروں کے خلاف سخت سے سخت کارروائی ہونی چاہیے۔ پاکستان میں اگر اداروں میں بندوقیں جارہی ہیں تو خیر ہے، کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اداروں میں گولیاں اور بارود جارہے ہیں تو خیر ہے، کوئی مسئلہ نہیں ہے، ریاست کو قابل قبول ہے۔ بدقسمتی سے پورے ملک کے اداروں میں نشے عام ہیں، کوئی مسئلہ نہیں، سب کو قابل قبول ہے لیکن اگر کوئی۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: براہ مہربانی وقت کو بھی مد نظر رکھیں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: بس میری دو، تین باتیں ہیں۔ خیر ہے ہمیں موقع دیں ورنہ پورا ایوان یہ چار کرسیاں چلارہی تھیں۔ ہماری ضرورت نہیں تھی۔۔۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر ایمل ولی خان: دو کرسیاں اُس طرف کی اور دو کرسیاں اِس طرف کی۔ جب ہمیں موقع ملتا ہے تو ہمیں تھوڑا وقت دیا کریں، ہم بے چارے وہ ہیں جن کا کتا ہمیشہ کتا ہوتا ہے، کبھی tommy نہیں بنتا۔ ہمیں موقع دیا کریں، ہمارا صرف یہی ہوتا ہے اور کچھ نہیں ہوتا۔ جناب! میں سمجھتا ہوں کہ آپ ایک ruling دیں کہ اس یونیورسٹی کے انتظامیہ کے خلاف ایک ایسی کارروائی ہو کہ آئندہ اس ملک میں اس طرح کا ظلم کسی کے ساتھ نہ ہو۔ جناب! ایک conspiracy کے تحت پختونخوا میں ایک مرتبہ پھر آگ لگانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ وہ conspiracy یہ ہے، پختونخوا کے لوگ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، بھائی، بہنیں ہیں چونکہ آج کل social media کے platform کو دیکھ رہے ہیں۔ ایک گمنام account بُنیری کے ساتھ جوڑ کر اس پر ایسی ایسی گستاخانہ باتیں آئی ہیں کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ اس ریاست کو بجائے اس کے کہ ہم مسلمان جو اپنے رب اور نبی ﷺ سے بے حد پیار کرتے ہیں، پختون وہ قوم ہے جو من حیث القوم مسلمان ہیں۔ تاریخ کے لیے پختون قوم نے اسلام پیغمبر علیہ السلام ﷺ کے ہوتے ہوئے قبول کیا اور ہم پانچ ہزار سالوں سے اللہ کے راستے پر چل رہے ہیں۔ جب اسلام نہیں بھی تھا، پختون قوم خدا کے راستے پر چل رہے تھے۔

آج ایک نظریہ کے تحت ہمارے اس جزبے کے ساتھ کھیلا جارہا ہے اور انتہا پسندی کی اس لہر میں ایک ایسی کوشش ہو رہی ہے جہاں ایک گمنام account کو ایک پختون علاقے سے جوڑ دیا جاتا ہے، ایک پختون نام سے جوڑ دیا جاتا ہے اور اس پر ہمارے قوم کے جذبات کے ساتھ کھیل یہ کھیلا

جاتا ہے کہ اس پر گستاخانہ الفاظ لکھے جاتے ہیں۔ جناب! cybercrime and FIA فوری طور پر اس account کو پکڑے۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب! سولہ منٹ ہو گئے ہیں۔باقی سینیٹرز بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: جی، آپ کی طرف سے اجازت ہے، بی بی آپ کی طرف سے اجازت ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی جناب۔

سینیٹر ایمل ولی خان: شکریہ، جناب چیئرمین! دیکھیں میں سنجیدہ بات کر رہا ہوں، آپ ruling دیں، آپ مجھے نہ بٹھائیں۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، پھر اس حوالے سے وزیر صاحب سے بات کرتے ہیں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: آپ ruling دیں، آپ ان کو کہیں کہ اس بندے کو پکڑ کر قوم کے سامنے پیش کریں۔ یہ کون ہے؟۔۔۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر ایمل ولی خان: کیونکہ ہمیں پتا ہے۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، پھر وزیر صاحب اس کی رپورٹ لے لیں گے۔

سینیٹر ایمل ولی خان: ہمیں پتا ہے کہ fifth generation warfare والے کون ہیں اور کون نہیں ہیں۔ ہمیں شک ہے یہ بھی کہیں وہی warriors نہ ہوں جو fifth generation کی لڑائی لڑ رہے تھے۔ جناب چیئرمین! میں اپنے دوستوں سے معذرت کے ساتھ، پی ٹی آئی کے جو میرے بزرگ ہیں، ان کے متعلق بات نہیں ہے لیکن ہمارے صوبے میں ان کی حکومت ہے۔

جناب! ایک scandal آیا ہے جس طرح پنجاب میں گندم کا scandal آیا تھا، اس کو بہت scandalized کر لیا۔ ہمارلے واے خوش قسمت ہیں کہ ان کی چیزیں چھپ جاتی ہیں۔

دس دن میں صوبہ خیبر پختوانخواہ میں لگ بھگ 5 ارب روپے کا گھپلا گندم کی خریداری میں ہوا ہے۔ وہ کیسے ہوا ہے، میں آپ کو طریقہ بتاتا ہوں۔ گندم پنجاب میں بہت تھی اور وہاں کا ریٹ کم تھا، 100 کلو گندم پنجاب میں 6,000 روپے ہزار روپے کی مل رہی تھی۔ ہماری حکومت کو گندم چاہیے تھی۔ میرے خیال میں طریقہ تو یہ تھا کہ صوبائی حکومت پنجاب حکومت سے رابطہ کرتی، جو ان کی ضرورت تھی، ان کے پاس تو ویسے ہی گندم زیادہ تھی، وہ بھی ہمارے ملک کے بھائی ہیں، بھائی سمجھ کر ہم سے کمائی نہ کرتے اور 6,000 ہزار روپے کے حساب سے وہ گندم خیبر پختونخواہ کو بھیج دیتے۔ ہوا کیا۔۔۔

Mr. Presiding Officer: Please, order in the House, please Sir.

سینیٹر ایمل ولی خان: براہ مہربانی، cross talking سے یہ House fish market لگتا ہے۔ جناب! ہوا کیا کہ انہوں نے عام لوگوں کو اور عام لوگ میں اور آپ نہیں، اس میں باقاعدہ Minister for Food, Secretary Food اور Food Department involved ہوئے۔ بجائے اس کے کہ یہ buying وہ خود کریں، انہوں نے جا کر عام لوگوں سے buying کرائی اور جو گندم اُدھر سے 6,000 روپے میں لی گئی، وہ ان لوگوں سے پھر خیبر پختونخوا کے گوداموں سے دس سے بارہ ہزار روپے کی خریدی گئی۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے Leader of the Opposition صاحب اس پر action لیں، ایک تاریخ قائم کر دیں۔ وہ ایک ایسے آدمی کے فرزند ہیں کہ ہم جب تک زندہ ہیں ان کے والد کو سلام کرتے رہیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مہربانی کر کے تھوڑا وقت کو دیکھیں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: میں چاہتا ہوں کہ وہ اپنی پارٹی میں خود احتسابی کریں، پختونخوا کا یہ حق ادا کریں۔ جناب والا! میرے یہ بنیادی نکتے تھے، ایک دو اور بھی ہیں لیکن آپ کا بار بار بولنے کا مجھے احساس ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا شکریہ۔

سینیٹر ایمل ولی خان: میں اپنی باتیں ختم کرتا ہوں۔ میں وزیر صاحب سے ایک بار پھر request کروں گا ہمیں stamp نہ بنائیں، ہم آزاد لوگ ہیں، ہر قانون کو جانچ پڑتال کرنے

دیں، ہمیں آپ کی نیت پر کوئی شک نہیں، بات informationکی ہے، بات یک جہتی کی ہے، بات اتفاق کی ہے اور ہر rulingمیں سب کا mindایک ہونا چاہیے۔ ان شاء اللہ میں ہوں گا اور میں کوشش کروں گا ہمارے جتنے بھی بھائی اور بہنیں ہیں، ہماری کوئی دشمنی نہیں ہے، ہم قوم کے لیے کوشش کریں گے اور یکجا ہو کر، ایک زبان ہو کر اور ایک ہاتھ ہو کر آگے بڑھیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وزیر برائے قانون صاحب! ایک یونیورسٹی کے حوالے سے تھا، اگر آپ take upکریں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! بالکل میں take upکرتا ہوں and I will get back.دوسرا کل مجھے حکم ہوا تھا اس پر میری Leader of the Opposition سے بات ہو گئی ہے، general notices propertiesکے حوالے سے کافی نکلے تھے، کچھ نقشے کے حوالے سے، کچھ اور issuesہوتے ہیں، میں نے انہیں explainکر دیا تھا، he was satisfiedتو میں نے کہا کہ میں بتا دوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ، جی جناب قائد حزب اختلاف صاحب۔

Senator Syed Shibli Faraz

سینیٹر سید شبلی فراز: ہمارے جو عوامی نیشنل پارٹی کے پارلیمانی لیڈر ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر سید شبلی فراز: چمن کے مسئلے پر بالکل ہماری پوری supportہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: قائد حزب اختلاف صاحب کھڑے ہیں، مہربانی کر کے سن لیں۔

سینیٹر سید شبلی فراز: آپ کی جو demandsہیں اور یہ ہونا چاہیے اور میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے Law Ministerصاحب اس کا تھوڑا حل نکالیں گے۔ آپ بیٹھ تو گئے ہیں لیکن اس کے کچھ تقاضے بھی ہوتے ہیں، آپ کو rulings بھی دینی پڑیں گی، آپ پھر rulingدیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بالکل اگر rulingکی ضرورت ہو گی تو rulingدیں گے۔

سینیٹر سید شبلی فراز: آپ جیسا ایک پر شوق آدمی، چمن کے بارے میں بات نہ کرے تو پھر بڑی زیادتی ہے۔ میں یہ بات کر رہا تھا کہ انہوں نے خیبر پختونخوا کا issue raise کیا ہے کیونکہ ہمیں معلوم ہے پنجاب حکومت نے جس طرح سے کسانوں کے ساتھ جو سلوک کیا ہے، ان کی گندم سڑکوں پر سڑ رہی ہے۔ خیبر پختونخوا کی حکومت نے اپنی یکجہتی کا پنجاب کے کسانوں کے ساتھ اظہار کرنے کے لیے انہوں نے یہ step لیا کہ ہم آپ کی یہ گندم لیں گے اگر آپ کے ساتھ حکومت نے 3900 روپے کی قیمت طے کی تھی، اسی کے مطابق ہم آپ سے خریدیں گے، کوئی بات نہیں یہ بھی آپ کا ملک ہے، ہم بھی اس پاکستان کا حصہ ہیں اور آپ بھی ہیں، یہ ایک بات ہے۔ رہی ان کی بات ظاہر ہے ان کے نمائندے وہاں پر بھی ہیں اور میں اپنے طور پر بھی کیوں کہ انہوں نے ایک show gesture کیا ہے کہ میں بھی اس میں کچھ کروں بالکل ہم پاکستان تحریک انصاف transparency کے پیچھے ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ میں یہ بھی چاہوں گا کہ جو ایک ارب ڈالر کی import کی گئی تھی اور یہ سارا crises اور وہ low quality کی جو گندم import کی گئی، اس نے ہمارے ملک میں knowing کہ bumper crop ہو رہی ہے اور اس کے باوجود import کی تو ہم suggest کرتے ہیں کہ اس کی forensic audit ہونا چاہیے بالکل خیبر پختونخوا میں بھی ہونا چاہیے اور یہاں پر بھی ہونا چاہیے۔ آپ کا شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر عطاء الرحمٰن صاحب۔

Senator Atta Ur Rehman

سینیٹر عطاء الرحمٰن: شکریہ جناب چیئرمین! کافی دیر سے گزارش کر رہا تھا کہ موقع مل جائے، بہر کیف دیر آید درست آید۔ سب سے پہلے میں اپنے Leader of the Opposition سے گزارش کروں گا جو issue ابھی اٹھایا گیا ہے اس سلسلے میں ہماری آواز بھی ان تک پہنچائی جائے اور پنجاب اس ملک کا بڑا بھائی ہے۔ لہٰذ چھوٹا بھائی اتنی بھی سخاوت نہ دکھائے کہ خود تو یہاں پر لوگ بھوکے مر رہے ہیں اور جو بڑا بھائی ہے جس کے پاس گندم کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں ان کو ہم سستے دام بیچنے کی کوشش کریں۔ کہیں پر گڑبڑ ہے وہاں پر Leader of the Opposition دیکھ لیں، کہاں اور کیا گڑبڑ ہے۔

اس کے علاوہ میں دوسرے مسئلے پر بات کرنا چاہتا تھا کہ ہمارے ملک کی بدقسمتی ہے کہ یہ ملک بنا تو لاالہ الا اللہ کے نام پر ہے لیکن یہاں ہمیشہ جناب رسول اللہ ﷺ کی گستاخی، صحابہ کرام کی گستاخی ایک شیوہ بن گیا ہے۔ جہاں تک ہم جانتے ہیں کہ بونیر کی عوام پشتون بھی ہیں اور مسلمان بھی ہیں اور پشتون کے متعلق جو مشہور ہے کہ یہ من حیث القوم مسلمان ہوئے ہیں، آج تک ان پشتونوں میں نہ کوئی سکھ ہیں، نہ کوئی پشتون یہودی ہیں اور نہ کوئی عیسائی ہیں، پشتون من حیث القوم سب مسلمان ہیں اور کوئی بھی مسلمان اپنے پیغمبر کے متعلق کبھی بھی ایسی گستاخانہ بات نہیں کر سکتا اور اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا اور پھر بونیر کے پشتون یقیناً جناب رسول اللہ ﷺ پر اپنی جان نچھاور کرنے والی قوم ہے۔ البتہ میں یہ ضروری سمجھتا ہوں حکومت وقت سے بھی اور یہاں پر بیٹھے ہوئے وزیر قانون سے بھی گزارش کروں گا کہ پتا کیا جائے کہ پشتون بونیری کے نام سے جو ID بنائی گئی ہے اور اس میں جناب رسول اللہ ﷺ کی توہین کی جارہی ہے۔ آخر کیوں بونیر اور وہاں کے مسلمانوں کو اس طرح بدنام کیا جارہا ہے، یا تو اگر جس نے یہ fake ID بنائی ہے وہ اپنے آپ کو سامنے لائے، پتا چلے کہ بونیر والے کتنے غیر تمند مسلمان ہیں، پتا چلے کہ پشتون کتنا غیر تمند ہے لیکن ہمارا یہ ایک شیوہ بن گیا ہے کہ پاکستان میں آئے روز جناب رسول اللہ ﷺ کی توہین، آئے روز قرآن کی توہین، آئے روز صحابہ اکرام کی توہین یہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے، ہمارے جذبات سے کیوں کھیلا جارہا ہے، ہمارے ساتھ یہ کھیل کیوں کھیلا جارہا ہے؟ آیا یہ نہیں سمجھتے کہ اس ملک کو ہم کس طرف دھکیل رہے ہیں؟ ابھی اگر کسی ایسے ذمہ دار کے گھر سے معمولی سی بھی چیز چوری ہو جائے وہ منٹوں میں آجاتی ہے لیکن پشتون قوم کے ایمان کے ساتھ اس کے اسلام کے ساتھ اس طرح کا کھیل کھیلا جارہا ہے میں حکومت وقت سے یہ مطالبہ کرنا چاہتا ہوں کہ فی الفور اس شخص کو گرفتار کیا جائے اور قوم کے سامنے لایا جائے تاکہ قوم ایک بار پھر دیکھے کہ ہم کتنے جناب رسول اللہ ﷺ پر مرمٹنے کو تیار ہوتے ہیں۔ ان میں یہ جرات نہیں ہوگی کہ وہ اپنے آپ کو سامنے لائے fake ID بنا کر ہمارے اس ملک میں جناب رسول اللہ ﷺ کی ناموس پر کس طرح کا کیچڑ اچھالا جاتا ہے یہ ہمارے ایمان کو challenge کر رہے ہیں۔ لہٰذ میں حکومت وقت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ مزید ہمارے ایمانوں کے ساتھ نہ کھیلا جائے اور اگر یہ رویہ رہا کہ حکومت وقت ٹس سے مس نہیں ہوتی وہ Opposition کے جواب تو دینے کو تیار ہوتی ہے لیکن وہاں جناب رسول اللہ ﷺ کی عزت سے جو کھیل کھیلا جارہا ہے۔ فی الفور اس آدمی کا

پتہ لگایا جائے، اس کو قوم کے سامنے لایا جائے، اس کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ ہمیں ملک کے آئین کو ہاتھ میں لینے کا موقع نہ دیا جائے ورنہ پشتون قوم اگر اپنے رسول اللہ ﷺ کی ناموس کا تحفظ نہیں کر سکتی تو ہمیں یہاں زندہ رہنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا بڑے ادب کے ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ اس طرح کا کھلواڑ ہمارے ایمان کے ساتھ نہ کیا جائے۔ بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر پروفیسر ڈاکٹر ساجد میر صاحب۔

Take floor please

Point of public importance raised by Senator Sajid Mir regarding incidents of terrorism against ulamas and mosques in Khyber Pakhtunkhwa

سینیٹر ساجد میر: شکریہ جناب چیئرمین۔ Public importance کے points پر بات ہو رہی ہے تو میں بڑے احترام اور بڑے ادب کے ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ جو سینیٹر صاحب بھی public importance کی بات کریں تو وہ وقت کا خیال رکھیں۔ بیس بیس منٹ کی تقاریر public importance کے points پر، بلکہ پانچ، سات یا دس points جمع کرکے بیس منٹ کی تقریر کرنا مناسب نہیں ہے۔ بڑے محترم رکن تھے جو دوسرے لوگوں کے حق کا خیال کیے بغیر مسلسل اپنی بات کو طول دیتے رہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔

میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بدقسمتی سے ملک میں امن و امان کی مجموعی صورت حال کوئی بہت اچھی اور قابل فخر نہیں ہے۔ خاص طور پر گزشتہ کچھ عرصہ میں صوبہ خیبر پختونخوا میں کچھ بہت افسوس ناک واقعات ہوئے ہیں۔ دوسرے لوگوں کے علاوہ علمائے دین اور مساجد کو target کیا گیا ہے۔ مئی کے مہینہ میں ایک بڑے محترم عالم دین دہشت گردی کے واقعہ میں شہید ہوئے۔ جون کے اس مہینہ میں بھی ایسا ہی ہوا۔ ایک صاحب شدید زخمی ہوئے اور دوسرے شہید ہوئے۔ اس سے پہلے بھی ایسے واقعات ہوتے رہے ہیں اور پچھلے مہینوں میں ایک مسجد کو بھی بم سے اڑایا گیا۔

تو آپ سے یہ گزارش ہے کہ آئی جی خیبر پختونخوا سے اس سلسلے میں رپورٹ طلب کریں اور انہیں اس بات کی تلقین کی جائے کہ وہ امن و امان کی صورت حال کو بہتر بنانے اور دوسرے

لوگوں کے علاوہ علما اور مساجد کے تحفظ کے لیے ضروری اقدامات اٹھائیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ اس سلسلے میں آئی جی کو خاص طور پر توجہ دلوائیں۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی بالکل۔ اس سلسلہ میں جناب منسٹر لاء سے بھی بات ہوئی ہے۔

Mr. Azam Nazeer Tarar: I will establish a contact and will get back to the House, in sha Allah.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی شکریہ۔ سینیٹر طلال چوہدری صاحب۔

Point of public importance raised by Senator Muhammad Tallal Badar regarding alleged corruption in wheat buying by the KP Government

سینیٹر محمد طلال بدر: شکریہ جناب۔ ہم سارا دن بیٹھ کر ان کی باتیں سنتے ہیں اور اب جب گندم کی بات کرنی تھی تو opposition leader صاحب چائے پینے چلے گئے ہیں۔ KPK میں ان کی حکومت ہے اور میں انہیں اتنے کم عرصہ میں پانچ ارب روپے کا چھکا لگانے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں، جو انہوں نے گندم پر لگایا ہے۔ یہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ یعنی آپ دیکھیں اور ان کی تقریریں سن لیں۔ یہ پنجاب سے چھبیس ستائیس سو روپے کی گندم لے کر سرکاری طور پر چار ہزار روپے کی خرید رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں آپ کو interrupt کر رہا ہوں کہ تمام سینیٹر دوستوں سے یہ گزارش ہے کہ وقت کا خیال رکھیں۔ شکریہ۔

سینیٹر محمد طلال بدر: تو گزارش یہ ہے کہ ایک ہزار روپے کا اس میں جو margin تھا، وہ اپنی جیب میں ڈالا ہے۔ یہ KPK کی ایک بڑی جماعت ANP ان کے بارے میں کہہ رہی ہے اور یہ اخبارات نے بھی لکھا ہے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ یہ بالکل صحیح ثابت ہوا ہے کہ پنجاب حکومت نے گندم نہ خرید کر جو corruption کا راستہ روکا، اس کا فائدہ یہ ہوا کہ بیس کلو کا تھیلا آج تقریباً تیرہ سو روپے سستا ہوا ہے۔ دس کلو والا آٹے کا تھیلا چھ سے سات سو روپے سستا ہوا ہے۔ اس کے بعد یہی وزیر اعلیٰ فرماتے ہیں جنہوں نے corruption کا چھکا لگایا ہے اور میرا تو خیال ہے کہ اڈیالہ کا دیسی

مرغا اور دیگر چیزیں بھی اسی پیسے سے پک رہی ہیں۔ وہاں جو باورچی اور چیزیں مل رہی ہیں اور جناب چیئرپرسن صاحب! یہ جلسہ کرتے ہوئے فرمارہے ہیں---

(اس موقع پر سینیٹر زرقا سہروردی تیمور نے ایوان میں کورم کی نشان دہی کی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہاں پر انہوں نے کورم کی نشان دہی کر دی ہے۔

سینیٹر محمد طلال بدر: اب ان کی corruption کی بات کی ہے اور پیسے ان کی جیب سے نکل رہے ہیں تو یہ---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ابھی ہم گنتی کر لیتے ہیں اور اگر کورم مکمل ہوا تو آپ پھر شروع کر لیں۔ پلیز جناب۔ ابھی کورم کی نشان دہی ہو چکی ہے اور جب کورم کی نشان دہی ہو جائے تو برائے مہربانی آپ تشریف رکھیں۔

(اس موقع پر ایوان میں گنتی کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس وقت ایوان میں اکیس ممبران موجود ہیں جب کہ کورم چوبیس کا ہوتا ہے۔

So, the House stands adjourned to meet again on Wednesday, the 12th June, 2024 at 06:00 p.m.

(The House was then adjourned to meet again on Wednesday, the 12th June, 2024 at 06:00 p.m.)